ہیروں کے چور

ہیروں کے چور

ثریّا فرّخ ظفر محمود

جاگو جگاؤ

نونہال ادب

فہرست

پیش لفظ

جس طرح ساری دُنیا کا اندھیرا ابھی ایک چھوٹے سے چراغ کی روشنی کو مٹا نہیں سکتا اِسی طرح ایک اچھّی کتاب کے سامنے جہالت کے اندھیرے نہیں ٹھیر سکتے۔ تُم اچھّی طرح جانتے ہو کتاب اور عِلم کا ایک دوسرے سے گہرا تعلّق ہے۔ عِلم آدمی کو انسان بناتا ہے، اشرف بناتا

ہے، بُرے اور بھلے کی تمیز سکھاتا ہے اور کتاب ذہن کو جلا بخشتی ہے، کتاب ذہن کو روشن کرتی ہے۔

کتاب ایک اچھّی ساتھی ہے، کتاب ایک سچّا دوست ہے۔ اچھّا دوست وہی ہوتا ہے جو دوست کا بھلا چاہتا ہے۔ دوست یہ چاہتا ہے کہ ہم صاحبِ کردار ہوں، ہم میں امانت ہو، دیانت ہو، صداقت ہو۔ ہمارے اخلاق ایسے اچھّے ہوں کہ سب ہمیں پسند کریں۔ ہماری ذات سے کسی کو دُکھ نہ پہنچے۔ اچھّی کتاب ہمیں ایسا ہی اچھّا انسان بننا سکھاتی ہے۔

جس طرح دُنیا میں اچھّے اور بُرے لوگ ہیں، اِسی طرح کتابیں بھی اچھّی اور بُری ہوتی ہیں۔ اچھّوں کی صُحبت اچھا بناتی ہے اور بُروں کے پاس بیٹھ کر تو آدمی بڑی باتیں ہی سیکھتا ہے۔ تمہیں ہمیشہ اچھّی کتابیں تلاش کر کے پڑھنی چاہییں تاکہ تُم اچھّے بنو۔

بچّے مُجھے عزیز ہیں۔ وہ سب میرے ہیں۔ میری خواہش ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ میرے کشور حسین کے نونہال نیک ہوں، اچھّے ہوں، سچّے ہوں، بہادُر ہوں اور ہمیشہ عِلم کی جُستجُو میں رہیں۔ اِس لیے ہمدرد نے نونہال ادب کا یہ سِلسِلہ شروع کیا ہے۔ اِس منصوبے کے تحت تفریحی، معلوماتی، سائنسی، دینی، اخلاقی، تاریخی اور ہر قسم کی مُفید، معیاری اور خوش نما کتابیں آسان زبان میں شائع کی جارہی ہیں کہ جِن کے مطالعے سے ہمارے نونہال تفریح کے ساتھ ساتھ اپنے ذہن کو روشن اور اپنے اخلاق کو سنوار سکیں۔!!

یہ کتاب نونہال ادب کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

حکیم محمد سعید

ہیروں کے چور

ثرّیا فرّخ

(۱)

کھٹارا سی جیپ کے بے ہنگم شور سے سارا جنگل گونج رہا تھا۔ جیپ میں دو آدمی سوار تھے۔ وہ بار بار گردن اور چہرے پر بہنے والے پسینے کو صاف کر رہے تھے۔ جیپ نے ایک موڑ کاٹا اور ایک ناہموار اور ٹوٹی پھوٹی سی پگڈنڈی پر ہولی جو آگے جا کر ایک چھوٹے سے ہموار میدان پر ختم ہوتی تھی۔ وہاں ایک چھوٹا سا رن وے بنا ہوا تھا۔ غالباً اِس میدان کو ہوائی اڈّے کے طور پر اِستعمال کیا جاتا تھا۔ شور مچاتی ہوئی جیپ اپنی بے ڈھنگی

رفتار سے چلتی ہوئی وہاں موجود ایک چھوٹے سے ہوائی جہاز کے نزدیک جا کر رُک گئی۔ یہ جہاز کرایہ پر حاصل کیا گیا تھا اور اس سے کُچھ سامان بھیجا جانا تھا۔

جیب میں سوار بھاری جسم اور اُدھیڑ عُمر کا ایک شخص ہانپتے ہوئے اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا۔ ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ حبس اور گرمی میں سفر کرنے کے بعد یہ ہوا بڑی فرحت بخش لگ رہی تھی۔ اچانک وہ اپنے ساتھی کی طرف مُڑا جو جیپ میں سے ایک آہنی صندوق گھسیٹ کر باہر نکال رہا تھا۔ اُس نے کہا۔ ”ذرا دھیان سے جِم! اِس کی قیمت کم و بیش دس ہزار پاؤنڈ ہے۔“

جِم لینگلی نے دانت نکال کر بڑے اعتماد سے جواب دیا۔ ”پوپ! آپ بالکل فکر نہ کریں۔ اب سے ٹھیک پانچ گھنٹے بعد یہ آہنی صندُوق بینک کی تحویل میں ہو گا۔“ اُس نے ہانپتے ہوئے صندُوق کو اُٹھا کر جہاز پر لادا، اُس

کے پیچھے خود بھی اس میں سوار ہو گیا اور جاتے جاتے پوپ ولیمس سے بولا۔ ”اب میں ہانگ کانگ پہنچ کر ٹھنڈا مشروب پیوں گا۔“

پوپ نے جواب میں خوشی سے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ ”جب تک تُم خیریت سے ائیر پورٹ پر نہ اُتر جاؤ مُجھ سے ریڈیو پر مسلسل رابطہ قائم رکھنا۔“ جواب میں لینگلی نے بھی ہاتھ ہلا کر یقین دلایا۔ ”سب اچھّی طرح چیک کر لینا۔“ پوپ نے چلّا کر کہا۔

چند لمحے بعد جہاز نے رن وے پر دوڑنا شروع کیا۔ جنگل کے سِرے پر پوپ ولیمس اپنی جیپ میں کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی جہاز درختوں سے بُلند ہوا، اُس نے اطمینان بخش انداز میں سر ہلایا۔ چند لمحے بعد جہاز آسمان کی لا محدود وُسعتوں میں کھو چُکا تھا۔

چار ہزار فِٹ کی بُلندی پر پہنچ کر جِم لینگلی نے جہاز کو سیدھا کیا اور اپنی

نشست میں بیٹھ کر اطمینان کا سانس لیا۔ اُس نے ریڈیو کا بٹن دبایا اور رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا۔

”جی ایچ ٹو کالنگ پی ایم سی جی ایچ ٹو کالنگ پی ایم سی۔۔۔ کیا تُم میری آواز سُن رہے ہو۔ اوور۔“

پیٹوک مائننگ کمپنی سے ملحق احاطے میں ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ یہاں ریڈیو پر جہاز سے رابطہ قائم کیا جاتا تھا۔ ریڈیو آپریٹر کا نام پیٹر روپر تھا۔ روپر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا۔

”ہیلو جی ایچ کے ٹو۔۔۔ پی ایم سی جواب دے رہا تھا۔ تمہارا اسٹرینگتھ فائیو ہمیں مل رہا ہے اوور۔“ یہ لینگلی کی جوابی آواز اسپیکر پر سُنائی دی۔ ”اسٹرینگتھ فائیو چیک۔۔۔ پیٹ! کیا تمہیں کُچھ معلوم ہے کہ برما کا جنگل کتنا وسیع و عریض ہے، اِس کا تُم کو شاید بالکل صحیح اندازہ نہیں ہو گا۔ اگر

تُم اِس وقت یہاں میرے ساتھ ہوتے تو اندازہ کرتے۔"

روپر نے جواب دیا۔ "مُجھے برما کے جنگل کی وسعت کا صحیح اندازہ نہیں ہے۔ وقفہ۔۔۔پندرہ منٹ کے اندر اندر ایک بار پھر سب کو چیک کر لو پی ایم سی رابطہ ختم کر رہا ہے اوور۔"

اسپیکر جھنجھنایا: "او کے پیٹ۔ جی ایچ کے ٹو بھی رابطہ ختم کر رہا ہے۔ اوور۔"

۴۵ منٹ بعد روپر نے لاگ بُک میں چوتھا اندراج کیا۔ ۱۱:۱۵ بجے۔ جی ایچ کے ٹو چیک کیا گیا۔ سب درست ہے۔

اسی اثنا میں پوپ ولیمس کیبن میں داخل ہو رہا تھا۔ اُس نے روپر سے پوچھا۔ "کیوں! سب کُچھ ٹھیک ہے نا؟"

"یقیناً جناب! سب کُچھ ٹھیک ہے۔ ابھی ابھی جِم کو چیک کیا ہے۔"

اُس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”خوب۔“

پوپ نے ایک تسلّی بخش سانس لیا اور ریڈیو آپریٹر کی طرف شفیق مُسکراہٹ سے دیکھتے ہوئے بولا۔ ”بھئی یہ جگہ تو کسی تنور کی طرح گرم ہو رہی ہے۔ دوبارہ رابطہ قائم کرنے سے پہلے بہتر ہو گا کہ تُم کُچھ دیر آرام کر لو۔“

روپر کے انداز میں ہچکچاہٹ تھی۔ وہ بولا۔ ”بہتر ہے جناب! میں اب آدھے گھنٹے بعد رابطہ قائم کروں گا۔“

آپریٹر کے جانے کے بعد پیٹوک مائننگ کمپنی کا مالک پوپ ولیمس چند لمحے تک کیبن کے دروازے پر کھڑا ہوا احاطے میں ہونے والی سرگرمیوں کو دیکھتا رہا۔ اس کان میں ہونے والی کھُدائی کے بارے میں سوچا جو کئی مہینے سے جاری تھی۔ یہ سب کِس لیے ہو رہا ہے۔ روبی کی

ایک پوری کان کے بارے میں سوچ کر وہ بڑے بھدّے انداز میں ہنسا۔ اچانک کونے میں رکھے ہوئے ریڈیو سیٹ میں جان پڑ گئی۔ اس میں شور سُنائی دیا:

"جی ایچ کے ٹو کالنگ پی ایم سی۔۔۔" لینگلی کی آواز میں بڑا اضطراب تھا۔ پوپ نے جست لگا کر ایک بٹن دبایا:

"پی ایم سی تُم سے مخاطب ہے۔۔۔ کیا گڑبڑ ہے جِم"!

اُدھر جہاز میں جِم لینگلی بڑی مُستعدی سے سرگرمِ عمل تھا۔ وہ شور مچاتے ہوئے انجنوں کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ایندھن کی سپلائی انجنوں تک نہیں پہنچ پا رہی ہے۔" لینگلی نے بڑی مایوسی سے جواب دیا۔ انجن آخری بار غرّایا اور پھر بالکل خاموش ہو گیا۔ لینگلی کے جبڑے مضبوطی سے بھینچے ہوئے تھے۔ اُس نے جہاز کو تیرتے

ہوئے انداز میں آہستہ آہستہ نیچے لانا شروع کر دیا۔

”اب یہ میرے قابو سے باہر ہے۔“ اُس نے حدِّ نظر تک پھیلے ہوئے جنگل پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ”نیچے جہاز کو اُتارنا اور زندہ بچ جانا بالکل ناممکن ہے۔“

(۲)

انسپکٹر جین کولٹ جو عرفِ عام میں ہاک کے نام سے مشہور تھا اور انٹرپول کا ایک ذہین افسر تھا، اِس وقت ایک آرام دہ کُرسی میں دھنسا ہوا چھت کو گھور رہا تھا۔ بظاہر وہ لمبی لمبی پنکھڑیوں والے اِس پنکھے کو دیکھ رہا تھا جو بڑی سُستی سے چھت پر گھوم رہا تھا۔ مگر در حقیقت اس کا ذہن پوری طرح اس تفصیل اور حقائق کی طرف متوجّہ تھا جو برما کا پولیس کیپٹن یومن بیان کر رہا تھا۔ ہاک اُسی صُبح حکومتِ برما کی درخواست پر رنگون پہنچا تھا۔ کیپٹن بیان ختم کر چکا تو ہاک نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا:

"اِس تمام تفصیل کا مطلب یہ ہے کہ کرایہ پر حاصل کیے ہوئے دو ہوائی جہاز دورانِ پرواز اُس وقت غائب ہو گئے جب وہ پیٹوک مائن سے ہانگ کانگ جا رہے تھے۔ دونوں ہی جہاز ناتراشیدہ ہیرے لے کر جا رہے تھے

جِن کی قیمت دس ہزار پاؤنڈ کے قریب تھی۔ وسیع پیمانے پر فضائی کھوج کی گئی مگر کسی قسم کے حادثے یا تباہی کے آثار نہیں ملے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس ملک پر اِس تحقیقات کی ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ ذرا نقشے کو دیکھو۔ شاید کُچھ سمجھ میں آئے۔"

ہاک مُستعدی سے نشست سے اُٹھا اور پستہ قد برمی افسر یومن کے قریب آگیا جو دیوار پر ٹنگے ہوئے نقشے کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ یومن نے ایک نقطے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تین مُلکوں، برما، لاؤس اور تھائی لینڈ کی سرحدیں یہاں ملتی ہیں۔" یومن نے انگلی سے ایک دائرہ بناتے ہوئے کہا۔ "یہ ٹھیک اِس مقام کا مرکز ہے جہاں جا کر جہاز غائب ہوئے۔" اُس نے توجّہ طلب نظروں سے ہاک کو دیکھا۔

"تو پھر؟" ہاک نے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا اور پھر اپنی بات بڑھائی۔ "ایک اہم بات کو تُم نظر انداز کر چُکے ہو۔ ہانگ کانگ کی برطانوی پولیس

بھی اس معاملے میں ضرور دلچسپی لے گی، جس کمپنی کے جہاز غائب ہوئے ہیں وہ برطانیہ کی کمپنی ہے اور جو انشورنس کمپنی ان نقصانات کا معاوضہ ادا کرے گی وہ کمپنی بھی برطانوی ہے۔ اس طرح اب چار ملکوں سے اس معاملے کا تعلّق ہوا۔" ہاک بڑے اطمینان سے مُسکرایا۔ برما کے پولیس افسر کی نگاہوں میں پیدا ہونے والا اطمینان اُس کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہ سکا۔

ہاک ایک بار پھر نقشے کی طرف مُڑتے ہوئے بولا۔ "ہم پیٹوک مائن کس طرح جاسکتے ہیں؟"

یومن نے جواب دیا۔ "ہوائی جہاز یا ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سے۔ اُن کے پاس ایک چھوٹا سا ائیر پورٹ بھی ہے۔ میں آپ کے لیے ابھی جہاز کا انتظام کرتا ہوں۔"

اچانک ہی یومن کے انداز میں مستعدی آگئی تھی۔

پوپ ولیمس اپنے بنگلے کے برآمدے میں اِس طرح پھِر رہا تھا جیسے کسی شیر کو پنجرے میں قید کر دیا گیا ہو۔ اچانک ہی گھوم کر وہ ہاک کے سامنے آ کھڑا ہوا جو بڑے اطمینان سے ایک آرام دہ کرسی میں دھنسا ہوا تھا۔

پوپ غرّایا:

"انشورنس کمپنی۔۔۔ اونہہ۔۔۔ اُنہیں اپنے پیسے کی فکر پڑی ہے۔ پائلٹوں کے بارے میں کسی نے کُچھ سوچا ہے؟"

ہاک نے اطمینان سے جواب دیا۔ "مُمکن ہے وہ محفوظ ہوں۔ یہ بھی مُمکن ہے کہ وہ کسی مُصیبت میں گرفتار ہوں۔"

پوپ نے سرد نگاہ ہاک پر ڈالتے ہوئے کہا۔ "جس جگہ یہ واقعہ پیش آیا ہے، وہ مشرق کا بالکل ناہموار علاقہ ہے۔ اُن کے بارے میں کوئی اچھّی

اُمّید رکھنا بے وقوفی ہی ہو گی۔"

ہاک اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے بولا۔ "دونوں واقعات میں بڑی مطابقت ہے۔ دو جہاز دونوں ناتراشیدہ ہیرے لے کر جاتے ہیں اور دونوں ایک ہی علاقے میں غائب ہو جاتے ہیں۔ ہے نا؟"

پوپ کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ "انسپکٹر! مُجھے معلوم ہے کہ تُم کیا سوچ رہے ہو۔ اِس دولت کو حاصل کرنے کے لیے بے شمار انسانوں کو اپنی زندگی داؤ پر لگانی ہو گی۔"

"کیا ان میں پائلٹ بھی شامل ہیں؟" ہاک نے پوچھا۔

بوڑھے نے تھکے سے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "میں اُن کے بارے میں سوچ چکا ہوں۔ مُجھے اُن پر مکمّل اعتماد ہے۔ برسوں سے میری اُن سے شناسائی ہے۔"

اچانک ہی ائیر پورٹ پر کسی جہاز کے اسٹارٹ ہونے کا شور سُنائی دیا۔ ہاک تیزی سے اُس سمت مُڑتے ہوئے بولا۔ ”وہ کیا ہے؟“

پوپ برآمدے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ ”آؤ دیکھتے ہیں۔“

باہر ایک جیپ کھڑی تھی۔ دو آدمی اُس میں سوار ہو گئے۔

”پوپ ولیمس! اِس کو آپ اپنے لیے آخری موقع کہہ سکتے ہیں۔ اِس پرواز کے بارے میں آپ قطعی طور پر فکر مند نہ ہوں۔ ہمیں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ آپ تو موسیقی سے لطف اندوز ہوں۔“ آل جونس نے کہا۔

جونس اس جہاز کا پائلٹ تھا جو تھوڑی دیر بعد پوپ کے ہیرے لے کر روانہ ہونے والا تھا۔ جونس نے نصف شب تک جہاز کا ایک ایک نٹ

بولٹ چیک کیا تھا۔ اُسے اپنے اوپر بڑا اعتماد تھا۔

ہاک کی عقابی نگاہیں پائلٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک اُس نے پائلٹ سے کہا۔ ”تُم کوئی دوسرا راستہ کیوں نہیں اختیار کرتے؟ اُس خطرناک علاقے سے سفر کرنا ضروری تو نہیں ہے۔“

ولیمس نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ ”میں بھی اِس سے یہی کہہ رہا ہوں لیکن یہ تو اڑیل ٹٹّو کی طرح ضدّی ہے۔“

جونس کے چہرے پر اچانک ہی کرب کے سائے پھیل گئے، مگر وہ پھر پُر اعتماد نظر آنے لگا۔ وہ ہاک سے بولا:

”انسپکٹر! اِس راستے پر دو بہترین اور تجربے کار پائلٹ غائب ہوئے ہیں۔ جو کُچھ اُن کے ساتھ پیش آیا ہے وہ میرے ساتھ بھی پیش آ سکتا ہے اور میں اُسی کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔“

دس منٹ بعد ہاک اور ولیمس کی موجودگی میں جونس کا جہاز پرواز کر گیا۔ واپسی میں ولیمس نے ہاک سے کہا کہ جونس ”ایورن“ کا سب سے بہترین پائلٹ ہے۔ ہاک نے چونک کر پوچھا کہ ایورن کون ہے؟

”ایورن ایک فضائی کمپنی ہے۔“ ولیمس نے بتایا۔

اگلے آدھے گھنٹے تک ہاک، کان کے علاقے میں مصروف رہا۔ اس نے تمام کارکنوں اور منتظمین سے سوالات کیے مگر سب لاحاصل۔ کوئی تسلّی بخش جواب نہ مل سکا۔ ہاک سوچ رہا تھا کہ اگر یہ واقعات حادثے نہیں ہیں تو یہ میری زندگی کا جرائم کی دُنیا کا کامیاب ترین ڈرامہ ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ یہیں کا کوئی آدمی اندر کی معلومات باہر پہنچا رہا ہو۔ لیکن اُن میں سے کسی نے بھی چند ہفتوں کے لیے وہ جگہ نہیں چھوڑی تھی۔ ان میں سے بیشتر تو کئی برسوں سے ولیمس کے لیے کام کر رہے تھے۔ وہ نہ صرف بُوڑھے کی عزّت کرتے تھے، اس سے محبّت کرتے تھے بلکہ اُس

کی خاطر کُچھ بھی کر سکتے تھے۔ اپنی سوچ میں گُم وہ ولیمس کے بنگلے کی طرف چل دیا۔

اچانک ہاک نے ولیمس کو دیکھا۔ وہ بہت گھبر ایا ہوا اور خوف زدہ تھا اور کیبن کے دروازے سے باہر آ رہا تھا۔ انسپکٹر لپک کر کیبن میں پہنچا اور ولیمس سے بولا۔ ”کیا بات ہے؟“

پوپ خالی خالی نظروں سے اُسے گھور رہا تھا۔ ”میں جونس کو کھو چکا ہوں۔ پہلے کی طرح اس بار بھی ریڈیو رابطہ ختم ہو گیا ہے۔“

”اِس بار تمہارا رابطہ اُس سے کِسی جگہ ٹوٹا تھا؟“ ہاک کی آواز میں حکم تھا۔

”اُس جگہ۔“ پوپ نے دیوار پر ٹنگے ہوئے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

”کب؟“ ہاک کی آواز بہت تیز تھی۔

”تقریباً تین منٹ پہلے۔“ پوپ کا چہرہ دُکھ اور پریشانی سے بے رونق ہو گیا تھا۔

اچانک ریڈیو آپریٹر گھبرایا ہوا اندر داخل ہوا اور بولا۔ ”ہمارا رابطہ اُس سے اچانک منقطع ہو گیا ہے۔“

ہاک نے تسلّی دیتے ہوئے کہا۔ ”حوصلہ رکھو اور کوشش کرتے رہو۔“ اِس کے بعد پوپ کی طرف مُڑ کر بولا۔ ”مُجھے شروع سے آخر تک سارا قصّہ سُناؤ۔“

پوپ نے کہا۔ ”ہم نے پہلے سے یہ طے کر لیا تھا کہ اس خطرناک علاقے پر پرواز کے دوران جونس سے مسلسل رابطہ قائم رکھا جائے گا۔ پھر ایک منٹ تک تو پائلٹ مُجھ سے باتیں کرتا رہا اور اگلے منٹ رابطہ بالکل ختم ہو گیا۔“

ہاک نے تیزی سے کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ رنگون میں پولیس ہیڈ کوارٹر سے فوری رابطہ قائم کرو اور ان سے کہو کہ لاؤس اور تھائی لینڈ کی پولیس سے ہمارے ساتھ تعاون کی درخواست کریں۔ میں وسیع پیمانے پر مکمّل فضائی کھوج کرنا چاہتا ہوں۔“ یہ کہہ کر وہ مُڑا اور تیزی سے دروازہ سے باہر نکل گیا۔

پوپ اُس کی طرف بڑھتے ہوئے پریشانی سے بولا۔ ”تُم کہاں جا رہے ہو؟“

ہاک، ولیمس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا رہا اور پھر بڑے پُر سکون انداز میں بولا۔ ”مسٹر ولیمس! اِس بار گُمشدہ جہاز تلاش کر لیا جائے گا۔“

(۳)

کیپٹن یومن اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا ہاک کو دیکھ رہا تھا جو ایک لمبے چوڑے نقشے میں منہمک تھا۔ انٹر پول کا یہ افسر ایک گھنٹہ پہلے رنگون پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچا تھا۔ وہ یہاں آکر بہت مصروف رہا۔ چند باتوں کے علاوہ اس نے کوئی بات نہ کی۔ بس نقشے میں گُم تھا۔ اچانک وہ سیدھا ہو کر کیپٹن یومن سے بولا۔ ”تُم مُجھے جنگل میں سفر کرنے کے لیے کوئی تربیت یافتہ اسکاؤٹ دے سکتے ہو؟ ایک ایسا آدمی جو اِس علاقے سے اچھّی طرح واقف ہو۔“

پستہ قد برمی کیپٹن نے اس کو قابل ستائش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تمہارے ذہن میں آخر ہے کیا؟“ لیکن ہاک تو ایک بار پھر نقشے میں گُم ہو گیا تھا۔

اچانک وہ کیپٹن سے بولا۔ ”اِدھر دیکھو، پیٹوک مائن کے لوگوں کا کہنا ہے

کہ تین جہازوں کا رابطہ یہاں۔۔۔ یہاں اور یہاں۔۔۔ منقطع ہوا تھا۔“
ہاک نے ہانگ کانگ اور پیٹوک مائن کے درمیان فضائی راستے پر پنسل
سے تین نشان لگاتے ہوئے کہا۔ ”تقریباً ہر موقع پر ایک ہی جگہ۔۔۔
ٹھیک ہے؟“ کیپٹن یومن نے اقرار میں سر ہلایا۔ ہاک نے اِن نشانات
سے آگے ایک دائرہ بناتے ہوئے کہا۔ ”اِس علاقے میں اب تلاش کا کام
ہو رہا ہے۔“

یومن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”اِس علاقے میں درجن بھر ہوائی جہاز
اور ہیلی کاپٹر تلاش کے کام میں مصروف ہیں۔“

ہاک نے پنسل ہاتھ میں پکڑتے ہوئے کہا۔ ”اب فرض کر لو کہ جہاز اِس
وقت آگے کی طرف پرواز نہیں کر رہا تھا جب اس کا رابطہ منقطع ہوا بلکہ
یہ فرض کر لو کہ وہ واپس مُڑ چُکا تھا۔“ کیپٹن نے اُس کی بات سمجھ کر
چونک کر اُسے دیکھا۔ ”پھر اِس کے بعد وہ کسی جگہ نیچے آ

گئے۔۔۔یہاں۔" اُس کی انگلی نقشے پر ایک جگہ گڑ گئی۔ہاک کی پنسل نے ایک دائرہ اور بنایا۔ اس بار پہلے کے نشانات سے تھوڑا پیچھے، خطرناک مقام اور پیٹوک مائن کے درمیان۔ وہ سیدھا ہوا اور مُسکراتے ہوئے بولا۔ "اور یہ وہ مقام ہے جِس کو میں دیکھنے جارہا ہوں۔ کیا تم مُجھے ایک اسکاؤٹ فراہم کرسکتے ہو؟"

کیپٹن یومن نے غیر یقینی انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔"اسکاؤٹ فراہم کرنا کوئی مسئلہ نہیں۔ سارجنٹ شنگ برما کا سب سے بہترین اور تربیت یافتہ اسکاؤٹ ہے۔ لیکن اِس علاقے میں پیدل سفر کرنا مناسب نہیں ہے۔ایک چھوٹے سے علاقے کو دیکھنے میں ہی ہفتوں لگ جائیں گے۔ یہ مشرق کا سب سے زیادہ دشوار گزار جنگل ہے۔" یہ کہتے ہوئے وہ ٹیلی فون کے پاس پہنچا اور ہاک سے بولا۔"میں ذرا فضائی تلاش والوں سے رپورٹ لے لوں۔"

”ٹھیک ہے، تُم کر لو مگر میں اپنی مہم کا آغاز زمین سے کروں گا۔ ایک جہاز جو غوطہ مار کر جنگل میں پہنچ جائے، وہ سمجھ لو بالکل غائب ہو گیا۔ فضا سے اُس کو تلاش کرنا یا کسی مقام کا تعیّن کرنا بالکل ناممکن ہے۔“ ہاک نے کہا۔

پستہ قد برمی کیپٹن نے اُس کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اور زمین پر اُسے تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے گندم کے کھیت میں چاول کا دانہ تلاش کیا جائے گا۔“

(۴)

جیپ جھٹکے کھاتی ہوئی کچّی مٹّی کی پگڈنڈی پر چلی جارہی تھی۔ اُس کے چلنے سے مٹّی اُڑ رہی تھی۔ دریا کے کنارے پہنچ کر جیپ ایک جھٹکے سے رُک گئی، ہاک اور سارجنٹ شنگ کود کر جیپ سے اترے۔ مسلسل سفر کرنے سے ان کے جسم کا جوڑ جوڑ دُکھ رہا تھا۔ دونوں نے اُتر کر ہاتھ پیروں کو اوپر نیچے حرکت دی تا کہ دورانِ خون ٹھیک ہو جائے اور جسم کو آرام ملے۔ سارجنٹ شنگ بھوری جلد والا صحت مند برمی اسکاؤٹ تھا۔ بات بات پر دانت نکال کر مُسکرانا اُس کی مستقل عادت تھی۔

شنگ نے کھنکھناتی ہوئی آواز میں ہاک سے کہا۔ ”جناب! اب ہمیں دائیں یا بائیں جانا چاہیے۔ آگے جانا ممکن نہیں ہے، کیوں کہ یہ جیپ تیر نہیں سکتی۔“

اُس کی بات پر ہاک بھی مُسکرانے لگا۔ پچھلے تین دِن سے وہ ساتھ ساتھ

تھے۔ ہاک کے دل میں اِس مضبوط جسم والے سارجنٹ کے لیے بڑی جگہ پیدا ہو گئی تھی۔ اُس کی بچگانہ حرکتیں لا اُبالی طور طریقے اور اپنے مخصوص انداز میں انگریزی بولنے کا انداز ہاک کو بھا گیا تھا۔ وہ نٹ کھٹ، شریف اور ضرورت کے وقت کام آنے والا ساتھی تھا۔

ہاک نقشہ لینے جیپ میں گیا۔ اُس نے جیپ کے بونٹ پر نقشہ پھیلاتے ہوئے کہا۔ ”شنگ! ٹھیک ہے اب ہمیں آگے نہیں جانا۔ یہ ایک چھوٹا سا دریا ہے جو دس میل تک بالکل سیدھا بہہ رہا ہے۔ اس دریا کے بالکل اوپر اس کے ساتھ ساتھ گُمشدہ جہازوں نے پرواز کی تھی۔ ہم دریا کے ان کناروں کے ساتھ سفر کریں گے اور اس جگہ تک جا پہنچیں گے جہاں جہاز غائب ہوئے تھے۔“

شنگ نے تعظیماً جھکتے ہوئے کہا۔ ”آپ کا سوچنے کا انداز بہت خوب ہے۔ یقیناً دریا کے پانی کو دیکھ کر جہاز کے انجن فیل ہو گئے ہوں گے اور اُنہوں

نے سفر جاری رکھنے کے بجائے دریا میں نہانے کو ترجیح دی ہو گی۔"

ہاک نے دور جنگل میں پھیلے ہوئے بے ترتیب بُلند و بالا درختوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں وہاں جا کر تلاش کرنا چاہیے۔"

"جناب! تو پھر تلاش کا کام پیروں کے ذریعہ سے ہو گا۔ یہاں کوئی پگڈنڈی نہیں ہے جو ہماری رہنمائی کر سکے۔" شنگ نے یہ کہہ کر اپنی رائفلیں اور کندھے پر لٹکانے والے بیگ جیپ سے نکالنے شروع کر دیے۔

کئی گھنٹوں میں وہ صرف تین میل کا سفر طے کر سکے۔ ہاک نے اپنے کندھے سے بیگ اُتارا اور دُکھتے ہوئے شانوں کو ہلانے لگا۔ سارجنٹ شنگ کی اہمیّت اُس کی نظروں میں اور بھی بڑھ گئی تھی۔ واقعی اگر وہ نہ ہوتا تو جنگل کا یہ سفر مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا۔ دریا بڑے زور شور

سے بہہ رہا تھا، لیکن زیادہ گہرا نہ تھا۔ اُس نے سوچا کہ اگر یہاں کوئی جہاز گرتا تو اس کا تباہ شدہ حصّہ یا کُچھ ٹکڑے یا ڈھانچہ وغیرہ کُچھ تو یہاں ضرور ہوتا۔ لیکن وہ جگہ تو بالکل صاف تھی۔ ابھی وہ اپنی سوچ میں گُم ہی تھا کہ ایک بھیانک چیخ سے جنگل گونج اٹھا۔ ہاک ٹھٹک کر رُک گیا۔ اس کی انگلی رائفل کی لبلبی پر پہنچ گئی تھی۔ اچانک ہی اُس نے جھاڑیوں میں غوطہ مارا اور چیخ کی سمت میں دوڑتا چلا گیا۔ شنگ نے چیخ کر اسے متنبّہ کیا۔ ”دھیان سے جناب!“ مگر ہاک کو سُننے کی فرصت کہاں تھی۔ وہ جھاڑیوں میں بھاگتا ہوا ایک تنگ سی پگڈنڈی پر پہنچ گیا۔ وہاں کا منظر رونگٹے کھڑے کر دینے کے لیے کافی تھا۔ ایک مقامی لڑکا دہشت زدہ انداز میں زمین پر پڑا ہوا تھا۔ ایک غرّاتا ہوا تیندوا اُس سے تھوڑے فاصلے پر ایک درخت کی شاخ پر موجود تھا۔ تیندوے نے اپنے جسم کو اکڑایا اور پچھلی ٹانگوں پر بیٹھ کر لڑکے کی طرف چھلانگ مارنے کو تیّار ہو گیا۔ پلک جھکتے میں ہاک

نے فائر کر دیا۔ گولی کی تیز آواز سے تیندوا دہشت زدہ ہو گیا۔ وہ ہوا ہی میں تھا کہ گولی نے اُسے آلیا۔ وہ لہراتا اور بل کھاتا ہوا ایک زور دار آواز کے ساتھ اُس لڑکے سے بمشکل تمام دو گز کے فاصلے پر گرا۔ ہاک نے فوراً ہی زخمی تیندوے کے جسم میں دو گولیاں اور اُتار دیں۔ اِس کے ساتھ ہی اُس نے زقند بھری اور خوف زدہ لڑکے کو کھینچتا ہوا زخمی درندے کے خوفناک پنجوں سے دور لے گیا۔ تیندوے نے آخری مرتبہ ایک زور دار جھرجھری لی۔ اُس کا جسم تڑپا اور پھر زمین پر ِگر کر ٹھنڈا ہو گیا۔

لڑکا ہاک کے کندھے پر لدا ہوا تھا۔ وہ بہت ہلکا پھلکا سا تھا۔ ہاک نے لڑکے کو زمین پر لِٹایا۔ اُس کا دِل دھڑک رہا تھا۔ سر میں ایک زخم تھا جس سے خون بہہ رہا تھا۔ ہاک نے کہا۔ "تیندوے نے اُس کو چھُوا تک نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے رائفل کی گولی اُچٹ کر اُسے لگ گئی ہو۔" اُس نے شنگ

کو دیکھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اُس نے ہاک سے نگاہیں چار ہوتے ہی دانت نہیں نکالے تھے۔ وہ بالکل چُپ چاپ کھڑا تھا۔ ہاک نے شنگ سے فرسٹ ایڈ کا بکس لانے کو کہا، لیکن شنگ نے تو اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی بس خاموش کھڑا رہا۔ہاک کے دوبارہ دیکھنے پر اس نے کہا:

''معاف کیجیے جناب! یہ کام مُمکن نہیں ہے۔''

ہاک حیرت اور غصّے سے اُچھل کر کھڑا ہو گیا: ''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' وہ زور سے دھاڑا۔

''کُچھ نہیں جناب!'' اُس نے مُڑ کر جنگل کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔ ''مصیبت کی گھڑی آ پہنچی ہے۔''

ہاک نے تیزی سے گھوم کر چاروں طرف نظر دوڑائی۔ جنگل میں ہر درخت اور ہر جھاڑی کی آڑ سے جنگلی لوگ نکلنے شروع ہو گئے تھے۔ اُن

کے چہروں پر ہاک کے لیے بڑی نفرت اور حقارت تھی۔ وہ بڑی کینہ توز نظروں سے اُسے گھور رہے تھے۔ اُنھوں نے آہستہ آہستہ سب طرف سے شنگ اور ہاک کو حصار میں لے لیا اور پھر اپنا دائرہ تنگ کرنا شروع کر دیا۔ شنگ نے اُن لوگوں کے بگڑے ہوئے تیوروں کا مطلب ہاک کو بتاتے ہوئے کہا کہ شاید یہ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ آپ نے تیندوے کے ساتھ اِس لڑکے کو بھی گولی ماری ہے۔ ہاک تشویش زدہ نظروں سے زخمی لڑکے کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بدستور بے ہوش تھا اور خون اُس کے زخم سے برابر نکل رہا تھا۔ ہاک نے تڑپ کر شنگ سے کہا۔ "ان لوگوں سے کہو کہ ہمیں فرسٹ ایڈ بکس لانے دیں ورنہ خون بہنے سے اس کی موت واقع ہو سکتی ہے۔"

شنگ نے اُن کی مقامی بولی میں اپنا مدعا بیان کیا مگر ان ہیبت ناک چہروں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ ہاک کو غصّہ آ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ کُچھ بھی ہو

جائے مگر ہر صورت میں اس زخمی لڑکے کی جان بچانی ہے۔ وہ بڑی تیزی سے اُٹھا اور کوئی پروا کیے بغیر زخمی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے جھک کر لڑکے کو دیکھا اور جیب سے رومال نکال کر اس کا زخم پونچھنے لگا۔

"جناب!" سارجنٹ شنگ کی تنبیہ کرنے والی چیخ انٹرپول کے مایہ ناز افسر کے لیے کافی تھی۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھے بغیر اپنے آپ کو ایک طرف گرا دیا۔ تھڈ کی آواز کے ساتھ ایک تیز دھار کا چمکیلا خنجر ہاک کے کندھے سے چند انچ کے فاصلے پر نرم مٹّی میں دھنس گیا۔ ہاک بالکل بلّی کے سے انداز میں اپنے پیروں پر مُستعد تھا۔ اِسی دوران شنگ نے جھپٹ کر رائفل اُٹھائی اور ایک ہی حرکت میں اس آدمی کی طرف فائر جھونک مارا جس نے ہاک پر خنجر پھینکا تھا۔ ایک زوردار آواز کے ساتھ ہی رائفل کی نال سے گولی نکلی اور کسی کو نقصان پہنچائے بغیر اس شخص کے سر پر سے گُزر گئی۔ ہوا یوں کہ جیسے ہی شنگ نے فائر کیا، ہاک نے جست لگا کر

اُس کی رائفل کی نال اُوپر اُٹھادی اور اِس طرح اس مقامی آدمی کی جان بچ گئی۔

ہاک نے حکمیہ انداز میں شنگ سے کہا۔ ”سارجنٹ کسی کو جان سے نہیں مارنا ہے۔“

اچانک ہی شنگ کی آنکھوں کی سختی غائب ہو گئی اور وہ بالکل پُر سکون نظر آنے لگا۔ اس نے آگے بڑھ کر زمین میں دھنسا ہوا خنجر نکالا۔ اس کو رائفل کی نال کے درمیان رکھ کر موڑااور اس کی دھار کو کند کر دیا۔ اب یہ ایک بے مصرف اور بے ضرر ہتھیار تھا۔ اُس نے خنجر کو اس آدمی کی طرف پھینکا۔ خنجر تھڈ کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کے پیروں سے چند انچ پہلے مٹّی میں دھنس گیا۔ اس نے ان لوگوں کی بولی میں کہا۔ ”تم ایک ننّھے مُنّے بچّے ہو۔ کسی بچّے کو تیز دھار کا خنجر اپنے پاس نہیں رکھنا چاہیے۔ اس سے انگلیاں زخمی ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے۔“

چند لمحوں میں سب کُچھ ہو گیا۔ شنگ اب پھر سے پہلے والا کھلنڈرا اور بات بات پر دانت نکالنے والا شنگ بن گیا تھا۔ ہاک نے اندازہ لگایا کہ لوگ اب تذبذب کا شکار ہیں۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کریں۔ وہ بڑے اطمینان سے بے ہوش پڑے ہوئے لڑکے کی طرف گھوما۔ ایک بار پھر ایک آواز نے اُسے گھومنے پر مجبور کر دیا مگر اِس بار اِس آواز میں کوئی وارننگ نہیں تھی۔ لمبے قد و قامت اور گٹھیلے جسم کا مالک ایک شخص آہستہ آہستہ چلا آرہا تھا۔ اس کو دیکھ کر سب جنگلی مؤدب ہو گئے۔ یہ اُن لوگوں کا سردار تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ سلام کرنے کے انداز میں اُٹھا کر کہا۔ ”میرا نام تانگ ہے۔ برائے مہربانی مُجھے بتایئے کہ کیا معاملہ ہے۔“

اس آدمی کو صاف اور شستہ انگریزی بولتے دیکھ کر حیرت سے ہاک کا مُنہ کھُلا کا کھُلا رہ گیا۔ تانگ اس کی حیرت کو سمجھتے ہوئے بولا۔ ”بہت عرصے پہلے میں برطانوی فوج میں تھا۔“

چند جملوں میں ہاک نے اسے ساری کہانی سُنا دی۔ اِس کے بعد ہاک نے کہا۔ ”لڑکا کس طرح زخمی ہوا اور کتنا زخمی ہے، یہ دیکھنے کا ہمیں موقع ہی نہیں دیا گیا۔“ یہ کہہ کر ہاک نے گھیرا ڈالے ہوئے لوگوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس سے پہلے کہ تانگ کُچھ بولتا شنگ نے ہاک کو آواز دے کر کہا:

”جناب زخمی کو ہوش آ رہا ہے۔“

ہاک اور تانگ تیزی سے اُدھر لپکے۔ اُس پر نظر پڑتے ہی تانگ کے منہ سے نکلا۔ ”ارے یہ تو آوا ہے۔“

لڑکے کے پپوٹوں میں حرکت ہوئی، پھر اُس نے پوری آنکھیں کھول دیں۔ ایک لمحے تک تو اُن چہروں کو گھورتا رہا جو اُس پر جھُکے ہوئے تھے۔ پھر اس کی نگاہ ہاک پر جم گئی۔ آہستہ آہستہ اُسے کُچھ یاد آیا تو اس کے

چہرے پر مُسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اس نے آہستہ سے کُچھ کہا۔ اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی۔ شنگ کے مشاق کانوں نے وہ بات سُن لی۔ اُس نے ہاک سے کہا۔ ”جناب! یہ تیندوے کو مارنے اور اپنی جان بچانے پر آپ کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔“

ہاک اُس کی بات پر دِل کھول کر ہنسا اور شنگ سے بولا کہ ”اِس سے کہو تمہیں گولی مارنے پر مجُھے بہت دُکھ ہے۔“

شنگ نے یہ بات لڑکے کو بتائی تو وہ پریشان ہو گیا۔ وہ ہمّت کر کے تھوڑا سا زمین سے اُٹھا اور منمناتی ہوئی آواز میں تانگ سے کُچھ کہنے لگا۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو تانگ ہاک کی طرف گھوما۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی دِلفریب مُسکراہٹ تھی۔ اس نے ہاک کو بتایا:

”لڑکا کہتا ہے کہ تُم نے اُسے نہیں مارا ہے۔ جب تُم نے اُس کو زخمی

تیندوے کے پنجوں سے بچانے کے لیے گھسیٹا تو راستے میں کسی اُبھری ہوئی چیز سے اُس کا سر ٹکرا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ جھاڑیوں میں اُگی ہوئی کوئی سخت شاخ ہو۔“

اس کے بعد توہاک اور شنگ کی زبردست خاطر تواضع کی گئی۔ اب وہ ان کے واجب الاحترام مہمان تھے۔ تانگ اصرار کر کے اُنہیں اپنے ساتھ اپنے گاؤں لے گیا تاکہ تیندوے کی موت پر منائے جانے والے جشن میں اُنہیں شرکت کروائے۔ تانگ سے ہی ہاک کو یہ بھی پتا چلا کہ اِس آدم خور تیندوے نے پچھلے کئی ہفتوں سے اِس علاقے میں دہشت مچا رکھی تھی اور کئی انسانی جانیں لے چکا تھا۔

(۵)

اگلی صُبح شنگ بہت زیادہ خوش نظر آرہا تھا۔ اس نے چہکتے ہوئے ہاک سے کہا۔ ”جناب! مزہ آگیا۔ بڑا اچھّا وقت گزرا ہے آپ کا۔“ اِس کے بعد اس نے اپنے بیگ کو کندھے پر اُٹھایا تو اس کے منہ سے بے ساختہ ایک کراہ نکل گئی۔ ہاک نے اس کو غور سے دیکھا اور پھر اسی کے انداز میں دانت نکال دیے۔ وہ اس کی انوکھی انگریزی کی نقل کرتے ہوئے بولا۔ ”واقعی سارجنٹ! تمہارا ابھی تو اچھّا وقت گزرا ہے۔“

شنگ اپنے پیٹ پر بے چینی سے ہاتھ پھیر رہا تھا، ہاک سے بولا۔ ”جناب! جب کوئی کھانا کھاتا ہے تو کتنا اچھّا لگتا ہے لیکن اس کے بعد کا وقت بڑا دردناک ہوتا ہے۔“

وہ دونوں اب تانگ کے گاؤں سے رُخصت ہونے کی تیّاری کر رہے تھے۔ تیندوے کی موت پر منایا جانے والا جشن سارجنٹ کی توقّعات سے

بڑھ کر ثابت ہوا۔ اس نے اس جشن میں بڑے پر جوش انداز میں اور بڑی سر گرمی سے حصّہ لیا تھا۔ اتنے میں قبیلے کے چند معزّزین کے ساتھ تانگ وہاں آگیا۔ اس نے ہاک سے کہا:

"ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہاری مدد ضرور کریں گے۔ اس سے ہمیں بڑی خوشی ہو گی۔"

سارجنٹ شنگ نے ماتھے پر بل ڈال کر ہاک کو دیکھا۔ ہاک نے اس کو بتایا کہ میں نے گمشدہ جہازوں کی تلاش میں تانگ سے مدد کی درخواست کی ہے۔ دو آدمیوں کے تلاش کرنے سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ بہت سے لوگ اس کام میں مصروف ہو جائیں۔

تانگ نے بیچ میں بولتے ہوئے کہا۔ "میں نے دریا کے کنارے کے ساتھ ساتھ واقع تمام دیہات میں اپنے ہر کارے دوڑا دیے ہیں اور اُنہیں اچھّی

طرح سمجھا دیا ہے کہ ہمیں کس چیز کی تلاش ہے۔"

ہاک نے نقشہ نکال کر تانگ کے سامنے پھیلا دیا اور اس میں بنائے ہوئے دائرے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ وہ علاقہ ہے جس کی مُجھے تلاش ہے۔"

تانگ نے سنجیدگی سے کہا۔ "اگر وہ جہاز اس جنگل میں کہیں موجود ہیں تو ہم اُنہیں ضرور ڈھونڈ نکالیں گے۔ میرے آدمی تیندوا مارنے پر آپ کا شکریہ بھی تو ادا کرنا چاہتے ہیں۔"

دو دِن بعد تانگ کے گاؤں کے قریب ایک چھوٹی سی ہموار جگہ میں ایک ہیلی کاپٹر اُترا۔ اُس میں سے کیپٹن یومن باہر آیا جہاں اس کے استقبال کے لیے ہاک اور شنگ موجود تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ تینوں ہیلی کاپٹر کے گردش کرتے ہوئے پنکھوں کی ہوا میں خاموش کھڑے ایک

دوسرے کو تکتے رہے۔ اس کے بعد یومن نے ہاک کے ریڈیائی پیغام کو دہراتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

”ہیلی کاپٹر کی فوری ضرورت ہے، گُمشدہ جہاز کا پتا چل گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں بالکل ٹھیک جگہ پر آ گیا ہوں۔ جہاز کہاں ہے؟“ اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔

ہاک نے جواب دیا۔ تانگ کے آدمیوں کے کہنے کے مطابق یہاں سے آٹھ میل دور جنوب مغرب میں چلو جلدی کرو۔ ہم ایک نظر دیکھ لیں۔“ ہاک بڑی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف جھپٹا۔ باقی لوگ بھی اُس کے پیچھے چل دیے۔ دس منٹ بعد وہ اس علاقے کے گرد منڈلا رہے تھے جہاں کے لیے تانگ نے ہاک کے نقشے پر نشان لگایا تھا۔

”وہ دیکھو۔“ دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے ہاک زور سے چیخا۔ ہیلی

کاپٹر غوطہ لگا کر اُس کی طرف گھوم گیا۔ یہاں درختوں کی چوٹیوں کے
درمیان اتنی جگہ تھی جہاں سے گُزر کر جہاز با آسانی نیچے جا سکتے تھے۔
اِس جگہ کے بالکل نیچے ایک سطح سا میدان دِکھائی دے رہا تھا۔ شاید یہی
وہ جگہ تھی جس کی اُنہیں تلاش تھی۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر نے زمین کو چھُوا،
ہاک ایک چھلانگ لگا کر باہر نکلا اور ہیلی کاپٹر کے گردش کرتے ہوئے
پنکھوں کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اُس نے پائلٹ کو ہیلی کاپٹر کے انجن بند
کرنے کا اشارہ دیا اور خود کھلے میدان کے لمبے اور تنگ پھیلاؤ کا بغور جائزہ
لینے لگا۔ ہیلی کاپٹر سے یومن اور شنگ بھی اُتر کر ہاک کے پاس آ کھڑے
ہوئے۔ اس نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کوئی بھی ماہر پائلٹ
ایک چھوٹے سے ہوائی جہاز کو یہاں آسانی سے اُتار سکتا ہے۔"

"بے شک اُتار سکتا ہے۔ لیکن کیا کسی نے اُتارا ہے؟" یومن نے لق ودق
علاقے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

سارجنٹ شنگ بھی بڑے چوکنّا انداز میں ہر طرف دیکھ رہا تھا۔ اچانک اس کی عقابی نگاہوں میں وہ جگہ بہت جلد آ گئی۔ اِس سطح میدان کے دوسرے کنارے پر موٹی موٹی اور اُلجھی ہوئی شاخوں کے درمیان ایک غیر قدرتی سا نشان تھا۔ شنگ نے ہاک کی توجّہ اُس نشان کی طرف مبذول کراتے ہوئے کہا۔

"جناب! سامنے دیکھیے۔ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے جو مُجھے کھٹک رہی ہے۔" یہ کہتے ہوئے وہ اُس طرف دوڑتا چلا گیا۔ ہاک اور یومن اُس کے پیچھے پیچھے تھے۔ یومن نے ہانپتے ہوئے ایک جگہ پہنچ کر دیکھا کہ وہاں جال لگا ہوا ہے۔ ہاک بھی اُس کے پیچھے آ پہنچا۔

"بہت خوب۔" کہہ کر ہاک نے بڑی تیزی سے جال کاٹنا شروع کر دیا۔ اچانک وہ رُک گیا اور یومن سے بولا۔ "تانگ کے آدمی دھوکا کھا گئے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ وہ ایک جہاز تلاش کر چکے ہیں جب کہ یہاں تینوں

موجود ہیں۔"

تھوڑی دیر میں جال کٹ گیا۔ سامنے ہی بُلند و بالا درختوں کے جھنڈ میں تینوں جہاز بڑے قرینے سے ایک قطار میں بالکل درست حالت میں موجود تھے۔ ہاک نے تینوں جہازوں کا مکمّل جائزہ لیا اور یومن کے پاس جا کر پُر خیال انداز میں بولا۔ "سب درست حالت میں ہیں۔ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ تمام کنٹرول صحیح ہیں۔ پیٹرول کی سوئیاں اب بھی تین چوتھائی ٹنکی فل بتا رہی ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس چیز نے اُنہیں نیچے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ اور وہ بھی ایک ہی جگہ۔ آخر کیوں؟"

"دس ہزار پاؤنڈ کے ناتراشیدہ ہیرے سب کُچھ کروا سکتے ہیں۔" کیپٹن یومن کا لہجہ بڑا سخت تھا۔

ہاک نے اُس سے اتّفاق کرتے ہوئے کہا۔ "اِس کا مطلب یہ ہے کہ

پائلٹ مجرم ہیں۔ لیکن اُنہوں نے اِس کام کے لیے اِس قسم کی جگہ کا انتخاب کیوں کیا؟ میرے خیال میں اس جگہ سے بہتر یہاں ایسی سیکڑوں جگہیں ہوں گی جہاں وہ یہ سارا کام زیادہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔"اُس کی پیشانی پر لکیروں کا جال بچھ گیا۔

اچانک جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی۔ ان دونوں نے چوکنّا انداز میں اُدھر دیکھا۔ ہلتی ہوئی جھاڑیوں میں سے شنگ کا چہرا اُبھرا۔ اُس کے کندھے پر شکار کیا ہوا جانور لٹک رہا تھا۔ اُن کو دیکھ کر اُس نے مُسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ لوگ یہاں غور و فکر میں مصروف تھے، میں نے سوچا کہ کیوں نہ کُچھ شکار کر لیا جائے۔ جھیل بالکل نزدیک ہی ہے۔ وہاں شکار بڑی وافر مقدار میں ملتا ہے۔"

ہاک مُسکراتے ہوئے بولا۔ "سارجنٹ! بے شک سوچنے کے لیے کھانے کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن اِس وقت مُجھے اس اہم ترین مسئلہ کی بھوک

ہے، یہ حل ہو جائے تو میرا پیٹ بھر جائے گا۔" ہاک کی نگاہیں تینوں جہازوں پر گڑی ہوئی تھیں۔ اچانک ہی اُس نے مُڑ کر کیپٹن یومن سے کہا۔ "میرے خیال میں شنگ کو یہاں رُک کر ان جہازوں کی نگرانی کرنی چاہیے۔ میں رنگون جا کر ایورن چارٹر کمپنی کی چھان بین کروں گا۔"

کیپٹن یومن نے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "سارجنٹ کے لیے ضرورت کا سامان اور دوسری چیزیں بھجوا دوں گا۔"

(٦)

ایک بار پھر یومن کے دفتر میں ہاک اُسی کرسی پر بیٹھا ہوا چھت میں گھومنے والے سُست رفتار پنکھے کو اپنی ادھ کھلی نگاہوں سے گھور رہا تھا، ایورن کمپنی کی چھان بین میں اُسے مایوسی ہوئی تھی۔ تینوں گُم شدہ پائلٹوں کے ریکارڈ اور دیگر حوالہ جات بہترین تھے۔ خود کمپنی کی بھی بڑی اچھّی ساکھ تھی۔ حقائق پر اُس کا ذہن برابر دوڑ رہا تھا۔ اُس کے ذہن میں ایک گرہ سی تھی۔ اُس کا دِل کہتا تھا کہ وہ تینوں جہاز حادثاتی طور پر وہاں نہیں اُترے ہیں بلکہ ان کی باقاعدہ وہاں تک رہنمائی کی گئی ہے۔ لیکن کِس طرح؟ اِس کا جواب شاید ”ریڈیو“ تھا۔

اچانک ہی ہاک تیزی سے کُرسی سے اُٹھا اور بولا۔ ”جلدی آؤ۔“

یومن نے لپک کر ہیٹ اُٹھایا اور اُس کے پیچھے بھاگتے ہوئے بولا۔ ”اب کہاں جارہے ہو؟“

"پیٹوک مائن میں ریڈیو آپریٹر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" ہاک نے چلتے چلتے جواب دیا۔

پیٹر روپر نے اِن دونوں پولیس افسروں کو بتایا کہ پائلٹوں نے ہر مرتبہ غائب ہونے سے پندرہ منٹ پہلے ہم سے رابطہ قائم کیا تھا۔ یہ ہمارا مستقل طریق کار تھا۔ ہاک نے کُچھ جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ تُم سب کُچھ بتا چکے ہو؟ کُچھ رہ تو نہیں گیا ہے؟"

"جی ہاں، بالکل۔ البتّہ یہ بات الگ ہے کہ اُنہوں نے کوئی غیر معمولی بات دیکھی ہو اور ہمیں اطلاع نہ دی ہو، لیکن حیرت ہے اگر ایسا واقعہ ہر مرتبہ ایسا ہوا ہو۔"

ہاک نے حاکمانہ انداز سے کہا۔ "مُجھے اِن تینوں کے آخری الفاظ بتاؤ جو اُنہوں نے رابطہ ختم ہونے سے پندرہ منٹ پہلے تُم سے کہے تھے۔"

”ٹھہرو!“ تینوں آدمی یہ گرج دار آواز سُن کر مُڑے۔ پوپ ولیمس دروازے میں کھڑا ہوا ہاک کو غصّے کی نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ پوپ ہاک سے بولا۔ ”تُم چاہے پیٹر پر کتنی ہی سختی کرلو، یہ وہی کچھ بتائے گا جو یہ جانتا ہے۔ ہاں جس وقت تینوں جہازوں سے رابطہ ختم ہوا، اس وقت تینوں مرتبہ اتّفاق سے میں خود سیٹ کے پاس موجود تھا۔ ان تینوں نے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ میری بات پر یقین کرو۔“

ہاک نے بڑے اطمینان سے ولیمس کا شکریہ ادا کیا۔ہاک کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہو گئی تھی۔ شاید وہ کُچھ کُچھ سمجھ گیا تھا۔ ”دو سوال اور۔ آپ نے حال ہی میں اِس قدر قیمتی چیزیں یہاں سے کیوں بھیجنی شروع کی ہیں؟“ ہاک نے بڑی سنجیدگی سے پوپ سے پوچھا۔

پوپ نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔ ”تا کہ اپنے کان کنی کے کام کو جاری رکھ سکوں۔ میری تمام مشینری فرسودہ ہو چکی ہے۔ میں ان

سب کو تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ مُجھے جدید مشینری پلانٹ کی فوری ضرورت ہے اور اس سب کام کو کرنے کے لیے روپے کی ضرورت تو ہو گی۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔"

ہاک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "بالکل سمجھ گیا۔ ہاں یہ بتائیے کہ آپ نے یہ قیمتی جواہرات یہاں میرا مطلب ہے سائٹ پر کیوں رکھے ہے اس کی کوئی خاص وجہ ؟ میرے خیال میں یہ کسی بینک میں زیادہ محفوظ رہتے۔"

ولیمس نے دانت نکالتے ہوئے کہا، "اِسے ہماری عادت سمجھ لو۔ فرینک اور مُجھ جیسے بوڑھے لوگ بینک سے زیادہ واقف نہیں، اور نہ ہم نے پہلے کبھی بینک استعمال کیا تھا۔"

"فرینک ؟" ہاک نے آگے جھکتے ہوئے پوچھا۔

پوپ نے دیوار پر ٹرانسمیٹر کے نزدیک ٹنگی ہوئی ایک تصویر کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”فرینک پورٹر ۲۰ سال سے میرا پارٹنر تھا۔ افسوس! چار ماہ پہلے وہ مر گیا۔“

ہاک نے تصویر کا گہری نظر سے جائزہ لیا۔ یہ ایک بوڑھا آدمی تھا جس کا رنگ خاکستری تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں مچھلی کا شکار کرنے والی لمبی ڈنڈی اور دوسرے ہاتھ میں اُس کی ڈور تھی۔ تصویر کے ایک کونے میں مِٹی مِٹی سی سیاہی سے گھسیٹ انداز میں مقام کا نام اور تاریخ بھی لکھی ہوئی تھی۔

پوپ ولیمس نے اپنے حافظے پر زور دیتے ہوئے کہا۔ ”یہ تصویر کوئی پانچ برس پہلے کی ہے۔“

ہاک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ”غالباً اُنہیں مچھلی کے شکار کا بہت شوق تھا۔ شکریہ مسٹر ولیمس۔ میرا خیال ہے مُجھے آپ سے جو کُچھ معلوم کرنا

تھا وہ آپ نے مُجھے بتا دیا ہے۔" یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا۔ کیبن سے باہر نکلتے ہی ہاک نے یومن کا بازو پکڑ کر ایک طرف گھسیٹتے ہوئے سر گوشی کے سے انداز میں کہا۔ "کیپٹن! ولیمس پر نگاہ رکھنا۔ یہ تمہاری نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔ اِس کو اِس بات کا بھی علم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے گمشدہ جہازوں کا پتا لگا لیا ہے۔"

حیران پریشان یومن جلدی سے سر ہلا کر بولا۔ "کیا تمہیں اِس بات کا یقین ہے کہ جو کُچھ تُم کر رہے ہو وہ حقیقت میں ہے بھی؟"

ہاک نے تیزی سے جواب دیا۔ "مُجھے کِسی حد تک سُراغ مل گیا ہے۔"

یومن نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔ "اب کیا کرو گے؟"

"اب مُجھے ایک مردہ اور تین زندہ آدمیوں کی تلاش ہے۔" یہ کہتے ہوئے ہاک مُڑا اور پیٹوک مائن کی ہوائی پٹّی کی طرف روانہ ہو گیا۔

سارجنٹ شنگ ہاک کو دیکھ رہا تھا۔ تجسس سے اُس کا بُرا حال تھا۔ ہاک نے ایک جگہ رُک کر ایک درخت سے مضبوط ٹہنی توڑی اور اُس ٹہنی کو لے کر جہازوں کی طرف چل پڑا۔ شنگ پیچھے پیچھے چلتے ہوئے بولا۔ ”جناب! آخر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ مُجھے بھی تو کُچھ بتائیے۔“

ہاک نے مُسکراتے ہوئے جہاز کی پیٹرول کی ٹنکی میں ٹہنی ڈالی اور جب باہر نکالی تو سوکھی تھی۔ اُس نے باری باری تینوں جہازوں کو چیک کیا۔ تینوں مرتبہ ٹہنی سوکھی ہی نکلی۔

”یہ ہے وہ وجہ جس نے جہازوں کو نیچے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ ذرا پیٹرول کی ٹنکی والی سوئی کو دیکھو۔ اِس میں اب بھی تین چوتھائی فُل ظاہر کیا جا رہا ہے۔ اصل میں پیٹرول ظاہر کرنے والی اِن سوئیوں کو جام کر دیا گیا تھا۔ ٹنکی میں پٹرول کی ایک بوند بھی نہیں ہے۔ اِن اطراف میں میلوں تک یہ وہ واحد مقام ہے جہاں جہاز اُتر سکتا تھا۔ کسی کو اِس بات کا علم تھا کہ

اِس میں کتنا پیٹرول ڈالا جائے گا تاکہ ایک مخصوص مقام پر پہنچ کر اِس کے انجن کام کرنا بند کر دیں۔ اِس کے بعد وہ اُن سے ریڈیو پر رابطہ قائم کرتا تھا۔ بعد کا ڈرامہ آپ کو سب معلوم ہے۔"

"مگر یہ سب کام کون کر رہا تھا جناب!" شنگ اُس کی بات کو سمجھتے ہوئے بولا۔

"پیٹوک مائن کا مالک اور اُس کا ایک مردہ ساتھی۔" ہاک نے کہا۔ "آؤ چلیں۔ اب مجھے پہلے شخص کی تلاش ہے جو مر چکا ہے اور مجھے اندازہ ہے کہ اس سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔ جھیل کے کنارے کے ساتھ ساتھ۔"

جھیل کے کنارے کے ساتھ وہ دونوں تقریباً تین میل چل چکے تھے۔ اچانک شنگ ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا۔ ہاک نے اُسے آرام سے ایک طرف

کیا اور خود آگے بڑھ کر دیکھا، سامنے دو گھنے اور بالکل گنجان درختوں کے نیچے ایک چھوٹی سی جھونپڑی نظر آرہی تھی۔ اس کے تین طرف گھنے درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ اس کو صرف ایک ہی طرف سے دیکھا جا سکتا تھا ورنہ سب طرف سے بالکل ڈھکی ہوئی تھی۔

اچانک فائر کی آواز سے جنگل گونج اُٹھا۔ دونوں نے چھلانگ مار کر اپنے آپ کو بچایا۔ گولی ہاک کے سر کے بالکل قریب درخت کے تنے سے ٹکرائی تھی۔ ہاک کی رگوں میں گویا پارہ بھر گیا۔ اُس نے شنگ کو حکم دیا۔ ”جھونپڑی کی طرف مسلسل فائر کر کے اُسے اُلجھائے رکھو۔ اتنی دیر میں میں صحیح پوزیشن لے لوں گا۔ اِس کے بعد کوشش کرنا کہ وہ کسی طرح جھونپڑی کے دروازے پر آجائے۔“

یہ کہہ کر ہاک جھاڑیوں میں بے آواز رینگ گیا۔ اِس کے بعد والے لمحات شنگ کے لیے بڑے پُر مسرّت تھے۔ وہ اپنی پوزیشن بدل بدل کر

فائر کر رہا تھا۔ اِس میں اس کو بڑا مزہ آرہا تھا۔

اچانک ہی جھونپڑی کے نزدیک ایک درخت کے پتّوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ شنگ نے دیکھا کہ دس فٹ بُلند درخت کی ایک شاخ پر ہاک موجود تھا۔ اُس نے ہاتھ اٹھا کر شنگ کو اشارہ کیا۔ شنگ نے اپنے جھاڑی والے ہیٹ کو رائفل کی نال پر رکھ کر اوپر اُٹھا دیا۔ یہ گویا اگلا فائر کرنے کی دعوت تھی۔ فائر ہوا۔ اُس کے ہاتھ میں زبردست جھٹکا لگا وہ چند لمحوں تک لڑھکتا چلا گیا۔ اچانک وہ کھڑا ہوا اور بغیر سوچے سمجھے جھونپڑی کی طرف بھاگنے لگا۔ وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ "مُجھے مت مارو۔ مُجھے مت مارو۔" دروازے کے سامنے پہنچ کر اُس نے رائفل زمین پر پھینک دی اور ہاتھ بُلند کر کے کھڑا ہو گیا۔ سیاہ و سفید بالوں والا ایک شخص جس کے چہرے اور آنکھوں سے سفّاکی ٹپک رہی تھی۔ جھونپڑی سے باہر آیا۔ اُس کے ہاتھ میں رائفل تھی جس کی نال کا رُخ شنگ کی طرف تھا۔ اُس

نے شنگ سے غرّاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ ”کون ہو تم؟“

شنگ اپنے ہاتھ اُٹھائے اُٹھائے آگے بڑھتے ہوئے بولا۔ ”جناب میں سارجنٹ شنگ ہوں۔ مُجھ پر رحم کریں جناب!“ اُس کی آواز حلق سے نہیں نکل پا رہی تھی۔ آدمی نے اسے بڑی حقارت اور نفرت سے دیکھتے ہوئے کہا:

”اوہ! تو وہ تُم ہو جس کی مُجھے تلاش تھی۔“

اس نے رائفل کی لبلبی پر انگلی رکھی ہی تھی کہ ہاک اُس درخت سے کسی عقاب کی طرح اُڑتا ہوا اُس آدمی پر آ گِرا۔ اتنی بُلندی سے اُس پر چھلانگ لگانے سے آدمی زمین پر گِر کر بے بس ہو گیا۔ ہاک نے شنگ کی رائفل اُٹھا کر اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”بہت خوب شنگ! تُم نے تو کمال کر دیا۔ مگر تمہیں اتنا زیادہ خطرہ نہیں مول لینا چاہیے تھا۔“

”جناب! اِس کی توجّہ مکمل طور پر اپنی طرف مبذول کرانے کے لیے اِس سے بہترین طریقہ شاید کوئی نہ تھا۔“ شنگ نے اپنا سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اُس نے زمین پر پڑے ہوئے آدمی کو دیکھ کر کہا۔ ”جناب! جہازوں کو غائب کرنے والا بھُوت یہی ہے؟“

ہاک نے کہا۔ ”ہاں، یہی ہے۔ سرکاری طور پر یہ چار ماہ پہلے مر چُکا ہے۔ اِس کا نام فرینک پورٹر ہے۔ اب ذرا دوسروں کو بھی تلاش کر لیں۔“

ہاک جھونپڑی کے اندر داخل ہو گیا اور جب واپس آیا تو اس کے ساتھ تینوں گُم شدہ جہازوں کے پائلٹ تھے۔ وہ بُری طرح لڑ کھڑا رہے تھے۔ اندھیرے میں سے نکل کر اچانک سورج کی روشنی میں آ جانے کی وجہ سے اُن کی آنکھیں نہیں کھُل پا رہی تھیں۔ یہ منظر دیکھ کر شنگ کی باچھیں کھِل گئیں۔

(۷)

پوپ ولیمس بڑی کھا جانے والی نظروں سے ہاک کو گھور رہا تھا۔ کیپٹن یومن نے قانونی طور پر اُس کو اور اُس کے تمام ساتھیوں کو حراست میں لے لیا تھا۔ اِن سب کو ریڈیو والے کیبن میں قید کر رکھا گیا تھا۔ اب رنگون سے آنے والے جہاز کا انتظار تھا تا کہ اُن سب کو یہاں سے لے جایا جائے۔

پوپ نے بڑے تلخ انداز میں ہاک سے پوچھا۔ ”ہم سے کیا غَلَطی ہو گئی تھی انسپکٹر؟“

ہاک نے پورٹر کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”مُجھے اِس تصویر سے رہنمائی ملی ہے۔ آ کو جھیل۔ ۱۹۵۵ء“

پوپ نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔ ”افسوس! اِس معمولی سی غَلَطی کی وجہ

سے ہم تمہارے ہاتھوں پھنس گئے۔ بیس سال کی سخت محنت اور مشقّت کے بعد مُجھے اور پورٹر کو بہت ساری دولت مل جاتی۔ ہم انشورنس کمپنی سے جہازوں کے ذریعہ سے بھیجے گئے جواہرات کی رقم بھی وصول کرتے، جہاز بھی ہمارے قبضے میں ہماری ملکیت ہو جاتے اور ہم صرف دو ماہ میں اِن ذریعوں سے حاصل کی ہوئی رقم کو تگنا کر لیتے۔"

"دھوکا دہی سے۔" کیپٹن یومن دانت پیستے ہوئے بولا۔

یکایک فضا میں ہوائی جہاز کا شور سُنائی دیا۔ یومن کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔ رنگون سے جہاز آ پہنچا تھا۔

یومن نے کہا۔ "چلیے دولہا میاں! آپ کی برات تیّار ہے اور براتی بھی ہیں اور دولہا میاں کے لیے سواری بھی آ گئی ہے۔"

ہاک نے شرارت سے کہا۔ "اِس بار جہاز میں ایندھن میں اپنے سامنے

بھرواؤں گا۔“

سونے کی تلاش

ظفر محمود

(۱)

جولائی کی ایک گرم دوپہر میں جنوب مغربی لندن کی ایک گلی میں کالے رنگ کی ایک لمبی سی کار رینگتی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ گرم ہوا کے جھونکوں کے ساتھ پھٹے پرانے کاغذ کے ٹکڑے ہر طرف ناچ رہے تھے۔ گرمی اور دھوپ کی شدّت سے بچنے کے لیے لوگ سایہ دار جگہوں کی تلاش میں تھے۔ ہر طرف بچّے شور مچاتے پھر رہے تھے۔ آئس کریم اور کولڈ ڈرنک کی دُکانوں پر لوگوں کا ہجوم تھا۔

”اُف! بڑی گرمی ہے بھئی۔ میں تو کوئی ٹھنڈی چیز پیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔“ سامی نے پسینا پونچھتے ہوئے کہا۔

”گرمی تو واقعی برداشت نہیں ہو رہی ہے مگر اس کا صحیح مزہ لینا ہے تو چائے پی جائے۔ کوئی کیفے نظر نہیں آ رہا۔“ شینڈ نے اپنی آنکھوں پر ہاتھوں کا چھجّا بنا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ دیکھو سامنے! جہاں کالے رنگ کی کار کھڑی ہوئی ہے، وہیں ایک کیفے ہے۔“

شینڈ دُبلا پتلا لمبے سے قد کا ایک سُراغ رساں تھا۔ سامی اُس کا نائب تھا۔ وہ صحت مند مضبوط جسم اور چھوٹے قد کا نوجوان تھا۔

شینڈ نے سامی سے کہا۔ ”بھئی کورنری کا خیال رکھنا ہے۔ آخر ہمیں اِسی لیے تو یہاں بھیجا گیا ہے۔“

”مجھے صاحب کی حرکتیں بالکل پسند نہیں۔ ہر وقت پُر اسرار بنے رہتے ہیں۔ کبھی کسی سے ملتے نہیں۔ کہاں رہتے ہیں، کیسے رہتے ہیں، کُچھ پتا نہیں۔ بس فون پر رابطہ ہے۔ ذرا سی دیر میں حکم ہو جاتا ہے۔ ساڑھے چار بجے سیلویا کیفے میں دیوار کے ساتھ والی میز پر پہنچ جانا، بس اِس قسم کے حکم ملتے رہتے ہیں اور ہم چُوں چرا ں کیے بغیر اُس پر عمل کرتے ہیں۔“ سامی نے مُنہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں! اب دیکھو نا، اُنہوں نے تو حکم کر دیا۔ اب ہم کہاں ہیں اور کِس حال میں ہیں۔ اُنہیں نہ اِس سے کوئی غرض اور نہ کوئی پروا۔ مجُھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ ہم سائے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں کیوں کہ ہم کو جس چکّر میں یہاں بھیجا گیا ہے، اُس کا کوئی اتا پتا ہی نہیں۔“

اِسی طرح باتیں کرتے کرتے اور گرمی کا رونا روتے ہوئے شینڈ اور سامی بالآخر سیلویا کیفے میں پہنچ گئے۔ یہ چھوٹا سا اور گھٹیا درجے کا ریستوران تھا۔

اُس کا دروازہ بہت پتلا سا تھا۔ ابھی وہ اندر داخل ہونے کے لیے سوچ ہی

رہے تھے کہ دروازے میں سے چار آدمی باہر آئے۔ اندھیرے میں سے

اچانک روشنی میں آ جانے کی وجہ سے اُن کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔

اُن کے درمیان سفید بالوں والا ایک بُوڑھا سا شخص تھا جس کو وہ دھکیلتے

ہوئے لا رہے تھے۔ اُنہوں نے شینڈ اور سامی کو بھی دیکھا مگر اُنہیں کوئی

اہمیت نہ دی۔ وہ بڑے بے ڈھنگے انداز میں قہقہے لگا رہے تھے اور آپس

میں بے تکے مذاق کر رہے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اُن کی یہ ساری

شوخیاں نقلی ہیں۔ وہ یہ ظاہر کر رہے تھے کہ بُوڑھا شخص ان کے ساتھ

خوشی سے جا رہا ہے۔ جب کہ بُوڑھا بالکل خاموش تھا۔ ایک آدمی نے

کالی کار میں بیٹھ کر اُس کو اسٹارٹ کیا۔

"کیا بات ہے؟ کیا اندر چلنے کا ارادہ نہیں ہے؟" سامی نے شینڈ کو ٹھوکا

دیتے ہوئے کہا جو حیرت سے کھڑا اُن لوگوں کو دیکھے جا رہا تھا۔ جیسے ہی

شینڈ کی نگاہیں بُوڑھے شخص کی نگاہوں سے چار ہوئیں اُس کی تجربہ کار نگاہوں نے خطرہ محسوس کر لیا تھا۔ بُوڑھے کی نگاہوں میں درخواست تھی، اِلتجا تھی۔ اُس نے بڑی لاچاری سے شینڈ کو دیکھا تھا۔

اچانک شینڈ حرکت میں آ گیا۔ اُس نے اُن کی طرف بڑھتے ہوئے دوستانہ انداز میں کہا:

"بھئی کیا مسئلہ ہے؟" دو آدمی کار میں بیٹھ چُکے تھے۔ باقی دو بیٹھنے والے تھے کہ شینڈ کی آواز سُن کر وہ رُک گئے اور انتہائی سخت لہجے میں شینڈ سے بولے۔ "خبردار! اپنے کام سے کام رکھو۔"

شینڈ نے اچانک ہی چیتے کی سی پھُرتی سے بولنے والے کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا۔ ابھی وہ سنبھل بھی نہ پایا تھا کہ شینڈ نے اُسے زمین پر دے مارا۔ اُس کے بعد اُس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ لوگ چیخ رہے

تھے۔ اِسی شور میں ایک عورت کی چیخ نمایاں تھی۔ اُس نے سر کو جھٹکا دیا اور نگاہیں اُٹھائیں۔ سامنے کار کی کھڑکی میں وہی نگاہیں اُس سے اِلتجا کر رہی تھیں۔ ابھی اُس کے حواس درست بھی نہ ہوئے تھے کہ ایک زنّاٹے سے کار گلی سے نکل گئی۔

شینڈ نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ اُس کے چاروں طرف لوگوں کی بھیڑ لگ گئی تھی۔ تھوڑے فاصلے پر سامی بھی کھڑا ہوا تھا۔ اُس کی حالت شینڈ سے مختلف نہ تھی۔

شینڈ نے سامی سے کہا۔ "جلدی کرو کوئی ٹیکسی وغیرہ پکڑ لو۔" اچانک ہی اُسے کُچھ خیال آیا اور وہ سیدھے کیفے کے اندر چلا گیا۔ اُسے کسی نے نہ روکا۔ کاؤنٹر بوائے سے اُس نے فون کے لیے پوچھا۔ کاؤنٹر بوائے اُس کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا تھا۔ اُس نے خاموشی سے فون اُس کی طرف بڑھا دیا۔ شینڈ چاہتا تھا کہ پولیس کے آنے سے پہلے اپنے افسر ٹرینسم کو ساری

صورت حال بتا دے۔ اُس نے نمبر ملایا اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف ایک آواز ابھری: ”اپنا نام اور شعبہ بتاؤ۔“ شینڈ نے کورنری، کیفے، کار اور حادثے کے بارے میں سب کُچھ بتا دیا۔ اس کے علاوہ آدمیوں کے مکمل حلیے بھی بتا دیے۔

”پولیس کو رپورٹ کر دو۔“فون پر آواز آئی۔ شینڈ غصّے سے چیخ اُٹھا:

”میری صاحب سے بات کراؤ۔“ دوسری طرف اچانک خاموشی چھا گئی۔

اچانک ریسیور میں ایک باریک آواز ابھری۔ ”ٹرینشم بول رہا ہوں۔ مُجھے کیا بتانا ہے؟“شینڈ نے ایک بار پھر تفصیل دہرائی۔

”اوہ! ڈیئر! تُم نہیں سمجھے وہ کون تھا؟ تُم نے مُجھے اُس آدمی کا حلیہ بتایا ہے جو کیفے میں دیوار والی میز پر دس منٹ تک بیٹھا رہا تھا۔ تمھیں اُسی سے تو

ملنا تھا۔ وہ وہاں وقت سے کافی پہلے پہنچ گیا تھا۔ خیر چھوڑو۔ میں کُچھ سوچتا ہوں۔ ''ٹرینشم نے کہا۔

ٹیلی فون بند کر کے شینڈ نے دیکھا کہ کیفے کے باہر پولیس آچکی تھی۔ اُس نے سامی کو اشارہ کیا اور کیفے کے باورچی خانے میں سے نکل کر خاموشی سے پچھلے دروازے سے باہر سڑک پر نکل آیا۔ کسی نے اُس کی طرف دھیان نہ دیا۔

اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچ کر شینڈ نے کھڑکیوں کے پردے گرا دیے اور بستر پر ڈھیر ہو گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی سے اُس کی آنکھ کھُل گئی۔ وہ خاصی دیر سو چکا تھا۔ اُس نے ریسیور اُٹھایا، دوسری طرف سے سامی نے بتایا کہ کار مل گئی ہے۔ وہ گریک اسٹریٹ پولیس اسٹیشن سے بول رہا تھا۔

اغوا کیے جانے والے بوڑھے کورنری کے بارے میں سامی نے بتایا کہ اُس کا کوئی پتا نہیں اور نہ اغوا کرنے والوں کا پتا چل سکا ہے۔ ان کی انگلیوں کے نشانات بھی حاصل نہیں کیے جا سکے کیوں کہ بہت سارے نشانات گڈ مڈ ہو گئے تھے۔ کار چوری کی گئی تھی۔ اب پولیس اسٹیشن میں کھڑی ہوئی ہے۔

نو منٹ بعد شینڈ گریک پولیس اسٹیشن پہنچ چکا تھا۔ وہاں جا کر اسے پتا چلا کہ ان لوگوں نے کالی کار چھوڑ کر کوئی ہری کار حاصل کر لی ہے۔ پولیس کی گشتی پارٹیوں کو اس کار کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ ہر طرف تلاش جاری ہے۔ کالی کار کا جائزہ لینے کے بعد شینڈ سامی کو لے کر کھانا کھانے ایک کیفے میں چلا گیا۔

ابھی اس نے چھری کانٹا سنبھالا ہی تھا کہ ویٹر نے اس کو بتایا کہ آپ کا ٹیلی فون ہے۔ سامی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ ”اگر دس منٹ بعد فون

آتا تو کیا بُرائی تھی۔"فون پر بات کر کے شینڈ جب واپس آیا تو سامی نے اپنی پلیٹ صاف کرنے کے ساتھ ساتھ شینڈ کی پلیٹ بھی صاف کر دی تھی اور اب اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر لمبی لمبی ڈکاریں لے رہا تھا۔

"تمہیں اپنے معدے کا بڑا خیال رہتا ہے۔"شینڈ نے سامی کی حالت دیکھ کر مُسکراتے ہوئے کہا۔

سامی نے اس کے آگے سر جھکاتے ہوئے کہا۔"میں نے سوچا کہ کہیں کھانا ضائع نہ ہو جائے۔"شینڈ نے ہنستے ہوئے کُچھ نوٹ نکال کر پلیٹ کے نیچے دبائے اور سامی کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل آیا۔

"ہم بارنٹ کے دوسری طرف چل رہے ہیں۔ہری کار کا پتا چل گیا ہے۔ یہ ایک سُنسان گلی میں ایک مکان کے باہر کھڑی ہوئی ہے۔ایک پڑوسی نے اپنی کھڑکی سے دیکھا کہ چار آدمی کار سے اُتر کر اندر گئے۔بعد میں دو

واپس آ گئے اور کار کے ولے کر چلے گئے۔" شینڈ نے سامی کی بے صبری دیکھتے ہوئے اسے بتایا۔

جب وہ گلی میں داخل ہوئے تو بلب روشن ہو چکے تھے۔ گلی کے نکّڑ پر اُنہیں ایک سادہ کپڑوں میں پولیس کا سپاہی ملا۔ اس نے اسے دیکھ کر کہا۔ "اِس طرف سڑک کے ساتھ ساتھ تقریباً دو سو گز پر ہے۔ مکان خالی ہے۔ اس پر برائے فروخت کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ میں نے ایک باوردی سپاہی کو یہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا کہ یہاں کبھی کوئی سوتا ہے یا نہیں مگر کوئی پتا نہ چل سکا۔"

شینڈ نے سرد لہجے میں کہا۔ "چار آدمی اندر گئے۔ دو باہر واپس آ گئے۔ وہ اتنی آزادی سے گھوم پھِر رہے ہیں۔ کھُلم کھُلا جو چاہ رہے ہیں، کیا وہ چوری چھُپے یہ سب کر رہے ہیں؟"

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جب ہم مکان میں داخل ہوئے ہوں، وہ پچھلے راستے سے باہر نکل گئے ہوں۔“ سادہ لباس والے سپاہی نے آہستہ سے کہا۔

”خیر ہم جلد ہی ان کا پتا لگا لیں گے۔“ شینڈ کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

مکان خوب صورت تھا اور ایک چوتھائی ایکڑ پر بنا ہوا تھا۔ اس وقت اس کی حالت کُچھ زیادہ اچھّی نہ تھی۔ اس کے احاطے میں ہر طرف جھاڑ جھنکار اُگا ہوا تھا جس کی وجہ سے اندر جانے والا چھوٹا سا پختہ راستہ بھی چھُپ گیا تھا۔ خود رَو پودے، کائی اور کیچڑ سے اندر بد بُو پیدا ہو گئی تھی۔ تمام دروازے اور کھڑکیاں بند تھیں۔ شینڈ کے ہاتھ میں ایک پنسل ٹارچ تھی۔ وہاں لوگوں کے چلنے پھرنے کے کوئی آثار نہیں تھے۔ سامی، شینڈ کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔

”اندر چلنا ہے۔ تُم خوب ڈٹ کر کھانا کھا کر آئے ہو۔ اس کو ہضم کرنے کا اچھّا موقع مل گیا ہے۔ مُجھے تو ویسے بھی اوپر چڑھنے کا شوق نہیں ہے۔ چلو شاباش، سامنے والا دروازہ کھولنے کی کوشش کرو۔“ شینڈ نے سامی کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

سامی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر خاموشی رہی پھر کلک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ تالا کھل گیا۔ شینڈ اندر داخل ہوا۔ اندر بالکل اندھیرا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی مقبرے میں کھڑے ہیں۔ اُنہوں نے سُن گُن لی مگر وہاں تو بالکل سنّاٹا تھا۔ پنسل ٹارچ ایک بار پھر روشن ہو گئی۔ اُنہوں نے آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کیا۔ آگے ایک چکّر دار زینہ تھا۔ اس کے قریب ڈرائنگ روم تھا۔ ڈرائنگ روم کے برابر میں باورچی خانہ تھا۔ اچانک لال لال آنکھوں والا ایک موٹا تازہ چوہا اُن کے سامنے آ گیا۔ پھر ٹارچ کی روشنی

سے ڈر کر وہ اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ وہ باورچی خانے میں داخل ہوئے۔ یہ اچھّا خاصا بڑا کمرہ تھا۔ اس کا فرش دھول مٹّی سے اٹا ہوا تھا۔ اس پر پیروں کے بالکل صاف اور تازہ نشان تھے جو آگے چلے گئے تھے۔ ان نشانوں کے خاتمے پر اُنہیں ایک آدمی نظر آیا جو فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر شینڈ کے منہ سے ایک لمبی سانس نکل گئی۔ وہ آدمی مُردہ تھا۔

شینڈ اور سامی واپس سادہ لباس والے سپاہی کے پاس پہنچے۔ وہ وہاں ابھی تک موجود تھا اور ان کا انتظار کر رہا تھا۔ شینڈ نے مُسکراتے ہوئے اس سے کہا۔ ”تمہارا خیال صحیح نکلا۔ اندر کوئی زندہ آدمی موجود نہیں ہے۔ ہاں، وہاں کُچھ پیروں کے نشان ضرور ہیں۔“ اچانک ہی شینڈ کو کُچھ خیال آ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ آئندہ چند گھنٹوں تک پولیس اس معاملے میں دخل دے۔ اس نے کہا۔ ”اندر کُچھ نہیں ہے۔ میں کل اپنے ایجنٹ سے

ملوں گا۔ صُبح ہونے سے پہلے یہاں کی تلاشی لینا مُمکن نہیں ہے۔ میں تو اب چلتا ہوں۔ تم شاید یہاں رُکو گے۔"

سادہ لباس والے نے کہا۔ "آپ جیسا کہیں گے ویسا کروں گا۔"

"تو ٹھیک ہے تُم بھی جاؤ۔" شینڈ نے کہا۔

"چلیے میں آپ کو اپنی گاڑی میں چھوڑ دوں گا۔" سادہ لباس والے نے پیش کش کی۔

"نہیں شکریہ۔ میں ٹیکسی سے چلا جاؤں گا۔" کہہ کر شینڈ سامی کے ساتھ چل پڑا۔

جیسے ہی پولیس کی گاڑی ان کے پاس سے گزر کر آگے بڑھی شینڈ نے سامی سے کہا۔ "تُم واپس جا کر مکان پر نگاہ رکھو۔ میں صاحب کو فون پر ساری صورت حال بتاتا ہوں۔"

پٹرول پمپ کے فون سے شینڈ نے ٹرینشم کو بتایا کہ ہم نے جگہ کا پتا لگا لیا ہے۔ وہ بھی مل گیا ہے۔ وہ مر چکا ہے۔ بس فی الحال یہی کُچھ معلوم ہو سکا ہے۔ ٹرینشم کو کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اس نے شینڈ سے کہا۔ "اِس قتل کو ابھی راز میں رکھنا ہے۔ سامی کو ابھی وہیں روکو۔ تُم نے اس کا کوئی پتا یا فون نمبر وغیرہ معلوم کیا ہے؟"

"کورنری کی جیبوں کی پہلے ہی تلاشی لی جا چکی تھی۔ اب ہمیں کیا ملتا؟"

"کُچھ اور سوچ کر بتاؤ۔"

"کیا بتاؤں۔ ساری کہانی یہی ہے کہ چار آدمیوں نے کورنری کو اغوا کیا۔ اُن میں سے ایک نے اس کار کو لا کر ایک جگہ چھوڑا۔ باقی کو پڑوسی نے مکان کے اندر جاتے دیکھا۔ اُن میں سے دو کے حلیے کُچھ یاد ہیں۔ تھوڑے سے اتنے کہ پہچانے جا سکتے ہیں۔ ایک کا قد ۵ فٹ ۴ انچ تھا۔ اس

نے بھورے سوٹ پر بھورا ہیٹ پہن رکھا تھا۔ اس سے زیادہ اور کُچھ یاد نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ تُم آرام کرو۔" کہہ کر ٹرینشم نے رابطہ ختم کر دیا۔

شینڈ اپنے بستر پر لیٹا سوچ رہا تھا کہ پانچ فٹ چھ انچ قد اور بھورے ہیٹ اور بھورے سوٹ والے لوگ اس شہر، اس ملک اور اس برِّ اعظم میں پتا نہیں کتنے ہوں گے۔ آخر ان میں ایک خاص آدمی کو ڈھونڈنا کتنا مشکل کام ہو گا۔ اچانک اُسے احساس ہوا کہ اس کے بستر کے قریب سامی بالکل خاموش اور اداس اداس سا کھڑا ہوا ہے۔

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" شینڈ نے اُس سے پوچھا۔

"کُچھ پتا نکالا تھا مگر وہ کھو گیا۔" سامی نے اداسی سے جواب دیا۔

"کیا پتا نکالا تھا؟" شینڈ نے پوچھا۔

”کورنری کا پتا۔“

”کیا مطلب؟“ شینڈ نے حیرت سے اُچھلتے ہوئے کہا: ”کیا تُم اسے جانتے ہو؟“

سامی نے کہا۔ ”یہ اتّفاق ہی ہے کی پچھلی رات کو کورنری گھر نہیں پہنچا تو اُس کی بھتیجی پریشان ہو گئی اور اس نے پولیس میں رپورٹ درج کرا دی۔ جب کلئیرنگ ڈپارٹمنٹ میں یہ اطلاع پہنچی تو کسی نے ٹرینشم کو بھی اس کی اطلاع دے دی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں نے ٹرینشم کو فون کیا تھا اور ایک پولیس کا دستہ وہاں سے اس آدمی کی لاش لینے گیا تھا۔ ادھر کوئی شخص پولیس اسٹیشن گیا اور بتایا کہ کورنری رات کو اپنے دوستوں کے گھر ٹھہر گیا تھا جن کو اس کی بھتیجی نہیں جانتی تھی۔ بہر حال مُجھے کورنری کا پتا چل گیا ہے۔“

(۲)

پندرہ منٹ بعد وہ دونوں ٹیکسی میں سفر کر رہے تھے۔ بعد میں ٹیکسی چھوڑ کر اُنہوں نے اس عمارت کا ایک لمبا چکّر کاٹا اور پھر عمارت کے صدر دروازے میں داخل ہو گئے۔ دروازے پر ایک شخص بیٹھا ہوا اخبار پڑھ رہا تھا۔ سامی اس سے کُچھ باتیں کرنے لگا جب کہ شینڈ دیوار پر لگے ہوئے اس بورڈ کو پڑھنے لگا جس پر وہاں رہنے والوں کے نام اور ان کے فلیٹ نمبر لکھے ہوتے تھے۔

"فلیٹ نمبر ۷۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ اپنے فلیٹ میں ہے۔ اپنے چچا کی پریشانی میں اس نے آج دفتر سے چھٹی کی ہے۔" سامی نے شینڈ کو بتایا۔ دوسری منزل پر اُنہوں نے فلیٹ نمبر ۷ کے دروازے پر دستک دی۔ اندر کسی کے چلنے کی آواز آئی اور پھر ایک لڑکی کی ڈری ڈری سی آواز سُنائی دی: "کون ہے؟"

”مس کورنری! میرا نام شینڈ ہے۔ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔“ شینڈ نے بڑی نرمی سے کہا۔

”مُجھے آپ سے نہیں ملنا۔ مہربانی کر کے واپس چلے جایئے۔“ لڑکی کی خوفزدہ آواز آئی۔

”میں آپ کے چچا کے بارے میں خبر لایا ہوں۔ کیا آپ سُنیں گی؟“ شینڈ نے کہا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ پھر کلک کی آواز کے ساتھ ہی دروازے کا تالا کھل گیا۔ ایک لڑکی دروازے پر کھڑی اُنہیں دیکھ رہی تھی۔

”میرے چچا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ وہ کہاں ہیں؟“ اس کے سیاہ بال بڑے خوب صورت اور چمک دار تھے۔ اس کی نیلی آنکھیں بہت ہی خوبصورت تھیں۔ وہ لیکن خوفزدہ نظر آ رہی تھیں۔

اس نے ایک طرف ہٹ کر ان کو اندر آنے کا راستہ دیا اور پھر دروازہ بند کر کے فوراً ہی ان کی طرف گھوم گئی۔ وہ بڑی بے چین اور پریشان نظر آ رہی تھی۔ فلیٹ کو بڑی خوب صورتی سے سجایا گیا تھا۔ دیواروں پر سستی پینٹنگز لٹکی ہوئی تھیں۔ قالین اگرچہ پھٹا ہوا تھا مگر صاف ستھرا تھا۔ یہ ایک ایسے شخص کا گھر تھا جس کے سینے میں آٹھ ملین پاؤنڈ سونے کا راز دفن تھا۔

"آپ کہہ رہے تھے کہ چچا کی کوئی خبر لائے ہیں۔" لڑکی نے اُن کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کل دوپہر کو مجُھے اُن سے ملنا تھا مگر وہ وہاں نہیں پہنچے۔ تم کُچھ بتا سکتی ہو؟"

ڈر اور خوف سے ابھی تک لڑکی کا بُرا حال تھا۔ اس نے جلدی سے انکار

میں سر ہلا دیا۔ شینڈ نے اپنے دفتر کا جاری کردہ شناختی کارڈ جس پر اس کی تصویر لگی ہوئی تھی، لڑکی کی طرف بڑھا دیا:

"میں برطانیہ کے محکمہ خزانہ کے لیے کام کرتا ہوں۔ اب مُجھے بتاؤ کہ وہ مُجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟"

اس نے پھر انکار میں سر ہلایا۔ شینڈ نے بھانپ لیا تھا کہ وہ کُچھ چھپا رہی ہے۔

"تمہیں سب کُچھ معلوم ہے۔ مُجھے بتاؤ۔ یہ بہت ضروری ہے۔" شینڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

مارگو کورنری نے کرسی کے ہتھّے مضبوطی سے پکڑ لیے۔ اس کی انگلیاں بُری طرح کپکپا رہی تھیں۔ اس نے اچانک ہی روتے ہوئے کہا۔ "میں نہیں بتاؤں گی۔ مُجھے کُچھ معلوم نہیں۔ میرے چچا کارلو کہاں ہیں؟"

شینڈ نے افسردگی سے کہا۔ ”ان کے بہت سے دُشمن تھے۔ یورپ کے، اٹلی کے۔ تمہیں ضرور معلوم ہو گا کہ وہ کون تھے۔“

”مجھے کُچھ نہیں معلوم۔“ لڑکی کی حالت خراب ہو چکی تھی۔ اس نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپالیا۔ شینڈ کچن سے پانی لے کر آیا اور لڑکی کو دیا۔ کُچھ دیر بعد مار گو کو رنری نے سر اُٹھا کر کہا۔ ”تو چچا کار لو مر چکے ہیں۔“

”ہاں، مجھے افسوس ہے۔“

”مگر جن لوگوں نے یہ کیا ہے، وہ بچیں گے نہیں۔“ مار گو نے غصّے سے کہا۔

”لیکن ہم تمہاری مدد کے بغیر اُن کو تلاش نہیں کر سکتے۔“ شینڈ نے مار گو سے بڑی نرمی سے کہا۔

تھوڑی دیر تک مار گو خاموش بیٹھی سوچتی رہی۔ پھر اس نے ایک ٹھنڈی

سانس بے کر کہا۔ ”بے چارے چچا کارلو۔ وہ اٹلی کے شہری تھے۔ اِس کہانی کا آغاز بھی اٹلی سے ہوا تھا۔ ۱۹۴۵ء میں تو ہم انگلینڈ آ گئے تھے اور یہاں کے شہری بن گئے تھے۔ چچا کارلو میرے سرپرست تھے۔ بچپن سے میں اُن کی گود میں پلی بڑھی تھی۔ جب میں بالکل چھوٹی سی تھی تو میری ماں مر گئی۔ میرے باپ کو دہشت پسندوں نے ہلاک کر دیا تھا۔ خوش قسمتی سے چچا کارلو اور میں بچ گئے۔ مونٹ رگازو سے تقریباً دس میل دور پہاڑوں میں ایک خوب صورت وِلا تھی۔ ہم خوشی خوشی روسانتا میں رہتے رہے۔ یہ بڑی خوب صورت جگہ تھی۔ میرے ساتھ میری انگریز آیا بھی تھی۔ اچانک جنگ چھڑ گئی۔ حالات خراب ہوتے چلے گئے۔ ہوائی حملے ہوتے تھے۔ ایک دِن وہاں جرمن بھی آ گئے۔ آخر ہم کو انگلینڈ آنا پڑا۔ چچا نے انگلینڈ کے لیے جرمنوں کے خلاف کُچھ کام کیا تھا جس کے صلے میں حکومت برطانیہ نے ہمیں فوراً ہی شہریت دے

دی۔ انگریز بن کر چچا کارلو خوش ہوئے۔ بے چارے چچا کارلو! وہ ہمیشہ اِسی فکر میں پریشان رہتے تھے کہ سونا کہاں چھپاؤں۔ اُن کی تو نیندیں حرام ہو چکی تھیں۔ جنگ کے زمانے میں ہر شخص اور ہر حکومت کو دولت کی ہوس تھی۔ ہر کسی کو اِس بات کا علم تھا کہ رکارڈو مسولینی کا سونا سوئٹزر لینڈ پہنچائے گا۔ جب سونا روانہ ہوا تو بے شمار لوگوں کو اُس کی خبر مل چکی تھی۔ مونٹ رگازو کی پہاڑیوں میں کُچھ لوگ گھات لگا کر بیٹھ گئے، کیونکہ صرف یہی ایک راستہ تھا جہاں سے سونا سوئٹزر لینڈ جا سکتا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا، بے شمار لوگ مرے۔ بے شمار زخمی ہوئے مگر کسی کو کُچھ نہ معلوم ہو سکا کہ سونا سوئٹزر لینڈ جانے کے بجائے یہیں کہیں پہاڑیوں میں چھپا دیا گیا ہے۔"

"لیکن تمہارے چچا کارلو کو معلوم تھا کہ سونا کہاں دفن کیا گیا ہے۔ ان کو بالکل صحیح جگہ معلوم تھی۔" شینڈ نے کہا۔

”نہیں، صحیح جگہ تو صرف چچازوریو کو معلوم ہے۔“مارگو نے کہا۔

”یعنی ایک اور چچا؟“شینڈ نے پوچھا۔

”ہاں، یہ دونوں میرے والد کے بھائی ہیں۔ چچا زوریو بڑے پُر اسرار ہیں۔ وہ اکثر نئے نئے لوگوں کے ساتھ نظر آتے تھے اور کئی کئی ہفتے گھر سے بھی غائب رہتے تھے۔“

اچانک شینڈ نے مارگو کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔”مگر اب وہ کہاں ہیں؟“

مارگو ایک بار پھر اداس ہو گئی۔”شاید وہ اب اِس دُنیا میں نہیں ہیں۔ چچا کارلو نے ان کو بہت سارو پیا بھیجا تھا۔ ہم اپنا پیٹ کاٹ کاٹ کر ان کو رقم بھیجتے رہے۔ میں جس قابل بھی تھی اُن کے لیے کام کرتی تھی۔ میں نے محنت مزدوری کی۔ اب بھی ایک ڈپارٹمنٹل اسٹور میں کام کرتی ہوں۔ ہم نے ہمیشہ یہ سوچ کر چچازوریو کی مدد کی کہ اُن کے پاس ضرور خزانے کا

پتا موجود ہے۔ ایک دِن ہمارے سب دلدر دُور ہو جائیں گے۔"

شینڈ یہ ساری صورت حال سُن کر چکرا گیا۔ حالات پے در پے اِس قدر تیزی سے بدل رہے تھے اور ایسی نئ نئ باتیں سامنے آ رہی تھیں کہ کُچھ سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ وہ بے چینی سے فلیٹ کے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اچانک اس نے مُڑ کر مارگو سے کہا:

"تمہارے چچا نے کُچھ دِن پہلے ہمارے دفتر فون کیا تھا۔ حالانکہ اُنہوں نے ہمیں ساری بات نہیں بتائی تھی لیکن ہم اِس سے پہلے مونٹ رگازو کے خزانے کے بارے میں سُن چکے تھے۔ ہمارے محکمہ خزانہ کو اس آٹھ ملین پاؤنڈ سونے کے خزانے میں کافی دلچسپی ہے۔"

لڑکی نے بتایا کہ وہ پچھلے کُچھ دِنوں سے بہت پریشان تھے۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس سے مدد طلب کریں۔ وہ بہت زیادہ مایوس اور

خوف زدہ تھے۔ کُچھ لوگ مسلسل اُن کا پیچھا کر رہے تھے۔

"کیا مسٹر کارلو کو معلوم تھا کہ ان کا پیچھا کرنے والے کون ہیں؟" شینڈ نے پوچھا۔

"نہیں، لیکن وہ لوگ میرے فلیٹ میں دو بار آ چکے تھے۔ وہ ہر مرتبہ رات کو یہاں آتے تھے۔ وہ چاہتے تو ہم کو جان سے مار سکتے تھے، لیکن اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ کسی چیز کی تلاش میں تھے۔ وہ یہاں آ کر خاموشی سے ہر جگہ کی تلاشی لیتے تھے۔ ہم کو اس بات کا صُبح پتا چلتا تھا۔ میں نے فلیٹ کو ہر مرتبہ اچھّی طرح بند کیا، لیکن پتا نہیں وہ کس طرح اندر آ جاتے تھے۔"

اچانک دروازے پر دستک کی آواز سُنائی دی۔ تینوں اپنی جگہ اُچھل پڑے۔ سامی کا ہاتھ اپنی جیب میں موجود پستول کے دستے پر پہنچ گیا۔

شینڈ نے دروازہ کھولا۔ سامنے ہی ایک ادھیڑ عمر کا آدمی کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کالے رنگ کا ہیٹ تھا۔ آنے والے نے شینڈ کی طرف دیکھا بھی نہیں۔ اس کی نظریں مارگو پر جمی ہوئی تھیں۔

"آخر میں نے تمہیں ڈھونڈ ہی لیا مارگو!" یہ آواز سُن کر مارگو کی آنکھوں میں بھی جان پہچان کے سائے لہرائے۔ "کیا تُم اپنے چچا زوریو کو بالکل بھول گئیں؟"

مارگو چیخ مار کر دوڑ کر زوریو سے لپٹ گئی۔ اُس نے روتے ہوئے کہا۔ "چچا زوریو، اللہ کا شکر ہے۔ آپ زندہ ہیں۔ زوریو بڑے پیار سے مارگو کو دیکھتے ہوئے بولا:

"اوہ! میری ننھّی مُنّی مارگو!" اچانک اُس نے گھوم کر سامی اور شینڈ کی طرف دیکھا۔ اس کی چمک دار آنکھیں ان دونوں پر جم گئیں۔ "یہ

حضرات کون ہیں؟"

مارگو نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "یہ دونوں برطانیہ کے محکمہ خزانہ کے افسر ہیں۔"

"مگر کارلو کہاں ہے؟" زوریو نے مارگو کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

شینڈ نے آگے بڑھ کر اپنا شناختی کارڈ زوریو کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "اُنہوں نے کارلو کو پکڑ لیا تھا۔ وہ مر چکا ہے۔"

"اوہ! وہ مر چکا ہے۔" زوریو نے اِس طرح کہا جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔ شینڈ نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کو افسوس نہیں ہوا؟"

زوریو نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ "غریب کارلو! وہ بہت خوش قسمت تھا کہ اُن لوگوں نے اُسے برسوں پہلے نہیں مارا۔" کہہ کر زوریو کی آنکھوں میں عجیب سی چمک اُبھری۔ سامی اور شینڈ کُچھ نہ سمجھ سکے۔

اچانک زوریو نے گردن جھٹک کر کہا۔ ”چھوڑو اِس بات کو۔ وہ میرا بھائی تھا۔ مُجھے اُس کی موت پر افسوس ہے۔ مجرم چھُپ نہیں سکتا۔ میں کبھی نہ کبھی اُسے تلاش کرلوں گا۔ اب اِس ذکر کو ختم کرو اور غور کرو کہ آئندہ کیا کرنا ہے۔“ شینڈ نے ایک بار پھر ساری کہانی دہرائی۔ اچانک زوریو نے پوچھا۔ ”اس سارے قصّے میں وان گرن لنگ نامی کسی جرمن کا ذکر نہیں آیا۔“

یہ نام سُن کر سامی چونک گیا۔ مارگو نے کہا۔ ”یہ وان گرن لنگ کون ہے؟“

شینڈ نے کہا۔ ”یہ نام پہلی بار سُن رہا ہوں۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ قصّہ لمبا ہوتا جارہا ہے۔“

”وان گرن لنگ کے بارے میں لوگوں کا خیال تھا کہ جنگ کے خاتمے پر

اُس نے کیمل برگ میں دوسرے نازی افسروں کے ساتھ خُودکشی کرلی ہے، لیکن میں نے اُسے صرف دو ہفتے پہلے زندہ دیکھا تھا۔" زوریو نے زور دے کر کہا۔

"کہاں دیکھا تُم نے اُسے؟" شینڈ نے پوچھا۔

"روسانتا کے قریب پہاڑیوں میں۔" زوریو نے جواب دیا۔

"تُم نے اِس کی رپورٹ افسران کو دی ہے؟" شینڈ نے پوچھا۔

"بھئی مُجھے اِس کا موقع نہیں ملا۔ مارگو تُم جلدی کھڑی ہو جاؤ۔ اپنا ضروری سامان ساتھ لے لو۔ یہ جگہ تمہارے لیے اب خطرناک ہو گئی ہے۔"

شینڈ نے معاملہ اپنے ہاتھ سے نکلتا ہوا محسوس کیا۔ اچانک وہ بولا:

"نہیں، ابھی آپ لوگ یہاں سے نہیں جاسکتے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ کیا مارگو یہیں رہے تاکہ وہ لوگ اس کو آسانی

سے تلاش کر لیں۔" زوریو نے جھنجھلا کر کہا۔

"بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہمیں یہ تو معلوم ہو جائے نا کہ فلیٹ میں زبردستی گھُسنے والے لوگ آخر چاہتے کیا ہیں۔ وہ کسی ایسی چیز کی تلاش میں ہیں جو کارلو کے پاس تھی۔" شینڈ نے نرمی سے اسے سمجھایا۔ "اور پھر ہمیں کارلو نے بُلایا تھا۔ ہمیں اِس معاملے کی ہر لحاظ سے تحقیق کرنی ہے۔"

زوریو نے کہا۔ "سالوں کی محنت اور جدوجہد کے بعد لوگ تھک ہار کر مایوس ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ سب کا خیال تھا کہ خزانہ گُم ہو چکا ہے، لیکن اب ایک بار پھر اُمّید ہو گئی ہے۔ ہمیں وہ تعویذ کا ٹکڑا تلاش کرنا ہو گا جو کارلو نے ڈولومٹ قبیلے کے لوگوں سے چھُپا کر کہیں رکھا ہے۔ خزانے تک پہنچنے کا راستہ شاید اُسی تعویذ سے معلوم ہو گا۔ تُم مجُھے بتاؤ مارگو کہ کارلو نے یہ تعویذ کہاں چھُپایا ہے؟"

شینڈ نے حیران ہو کر پوچھا۔ ”یہ ڈولومٹ کون لوگ ہیں؟“

”مونٹ رگازو کے پہاڑی علاقوں میں پھیلا ہوا یہ ایک قبیلہ ہے۔ یہ بڑے جنگجو، ضدّی اور مرنے مارنے والے لوگ ہیں۔ اجنبیوں سے تو بات ہی نہیں کرتے۔“ زوریو نے بتایا۔

سامی نے پہلی مرتبہ اِس گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ ”تو یہ لوگ خود ہی اپنے لیے خزانے کو کیوں نہیں حاصل کر لیتے؟“

”بھئی ان کو تو سارا قصّہ معلوم ہی نہیں۔ البتّہ اُن سے بہت سی کام کی باتیں معلوم کی جا سکتی ہیں۔“

پھر اچانک ہی شینڈ نے کسی فیصلے پر پہنچتے ہوئے کہا۔ ”ہم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے مس کورنری کو کسی محفوظ جگہ پر پہنچانا چاہیے۔“ پھر اُس نے سامی سے سرگوشی کی۔ ”تُم اِن لوگوں پر نگاہ

رکھو۔ میں صاحب سے بات کر کے مارگو کے لیے کسی محفوظ جگہ کا بندوبست کرتا ہوں۔"

اس دوران زوریو کی نظریں بڑی بے چینی سے کمرے میں بھٹک رہی تھیں۔ اچانک اُس کی نگاہ کارلو کی لکھنے والی میز پر پڑی۔ وہ اس کی طرف جھپٹا۔

شینڈ نے اس سے کہا۔ "میں ابھی آتا ہوں۔ آپ لوگوں کے لیے کسی جگہ کا انتظام کرلوں۔"

زوریو نے اُس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "میں اور مارگو جب تک سامان باندھتے ہیں۔"

عمارت کے صدر دروازے پر وہ آدمی ابھی تک اخبار پڑھ رہا تھا۔ شینڈ نے اس کے پاس رُک کر آہستہ سے کہا۔ "مارٹن! لڑکی ٹھیک ہے، سامی

اوپر ہی ہے۔ تُم خیال رکھنا کوئی شخص فلیٹ میں داخل نہ ہونے پائے۔“
یہ کہ کر شینڈ آگے بڑھ گیا۔

ٹیلی فون پر اُس نے ٹرینشم کو سارے حالات بتائے اور پھر واپس چل
دیا۔ صدر دروازے پر اس نے مارٹن سے پوچھا۔ ”سب ٹھیک ہے نا“!

”بالکل خاموشی ہے۔ کسی چیز کی آواز نہیں آرہی۔“

شینڈ دو دو سیڑھیاں ایک ساتھ پھلانگتا ہوا اُوپر پہنچا۔ اوپر دروازہ بند تھا
اور اس میں تالا لگا ہوا تھا۔ اس نے زور زور سے دروازہ پیٹ ڈالا مگر کوئی
جواب نہ آیا۔ شینڈ کو خطرے کا احساس ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے کندھے
سے زور دار ٹکر دروازے پر ماری۔ دوسری ٹکر میں دروازہ پیچھے جا پڑا۔
کمرہ بالکل خالی تھا۔ اچانک اسے میز کے نیچے سامی کی ٹانگیں نظر آئیں۔
شینڈ نے پورے فلیٹ کو جلدی جلدی دیکھا۔ سارا سامان بکھرا پڑا تھا۔

درازیں کھُلی ہوئی تھیں۔ اس جگہ کی بڑی جلدی میں تلاشی لی گئی تھی۔ وہ واپس پلٹا اور سامی کی ٹانگیں پکڑ کر اُسے میز سے باہر نکالا۔ سامی آہستہ آہستہ سانس لے رہا تھا۔ اس کا جسم ٹھنڈا تھا۔ ایک گلاس پانی کا بھر کر جب سامی کے منہ پر پڑا تو اس نے پٹ پٹا کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ چِت پڑا ہوا چھت کو گھور رہا تھا۔

"کیا ہوا تھا؟" شینڈ نے پوچھا۔

سامی نے اپنے سر پر اُبھرے ہوئے گومڑ کو سہلاتے ہوئے کہا۔ "وہ لوگ میز کے اوپر کُچھ تلاش کر رہے تھے۔ میں جھُک کر اس کی دراز میں دیکھنے لگا۔ بس اس کے بعد میرے سر پر کُچھ لگا اور مُجھے ہوش نہیں رہا۔"

شینڈ نے اسے بتایا کہ مار گو اور زوریو بھاگ گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ پچھلے راستے سے بھاگے ہوں گے کیوں کہ ادھر تو مارٹن موجود ہے۔ پھر شینڈ

نے سامی سے کہا:

"اگر اب تمہاری طبیعت کُچھ ٹھیک ہے تو چلو چلتے ہیں۔ میں یہ خبر ٹرینشم کو بھی دے دوں۔" وہ ایک دم مایوس ہو گیا تھا۔ اس نے ایک نظر کمرے میں بکھرے ہوئے سامان پر ڈالی اور پھر بڑبڑایا۔ "شاید وہ تعویذ زوریو کو مل گیا ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے یہ تعویذ!" سامی نے اپنی جیب میں سے ایک تعویذ نکال کر اُسے دکھایا جو ایک سنہری زنجیر میں جھول رہا تھا۔ "میں تو سمجھ رہا تھا کہ یہ سجاوٹ کی کوئی چیز ہے۔"

شینڈ نے جھپٹ کر وہ تعویذ اُس سے لے لیا اور سامی سے پوچھا: "تمہیں یہ کہاں سے ملا ہے۔"

"جب میں چائے بنانے کچن میں گیا تو یہ مُجھے چائے کی پتّی کے ڈبّے میں ملا

تھا۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ بے کار سی چیز ہے اور بے خیالی میں اپنی جیب میں رکھ لیا۔" سامی نے کہا۔

بہر حال کارلو اور مارگو کو ضرور معلوم ہو گا کہ یہ کہاں رکھا گیا تھا۔ خیر اب اِس چکّر کو چھوڑو اور اُن دونوں کو تلاش کرو۔" شینڈ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ابھی وہ دو ہی قدم چلا تھا کہ چندھیائی ہوئی سی آنکھوں والا ایک شخص وہاں آ گیا۔ اُس نے ٹوٹا ہوا دروازہ دیکھ کر شور مچانا شروع کر دیا۔ "کس نے توڑا ہے یہ دروازہ؟ اس کا تُمھیں معاوضہ ادا کرنا پڑے گا۔"

شینڈ نے اُسے ایک طرف ہٹا کر سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر مارٹن کو آواز دی۔ مارٹن نے آ کر شینڈ کو بتایا کہ یہ مسٹر ہنری ہیں جو اس عمارت کے ناظم ہیں۔ ہنری سے مارٹن نے شینڈ کا تعارف کرایا تو وہ نرم پڑ گیا۔ اس

نے بتایا کہ مارگو کورنری جو اس فلیٹ میں رہتی ہے، اُس کی آنکھوں کا رنگ سبز مائل بھورا ہے اور بالوں کا رنگ سنہری ہے۔ جب کہ شینڈ جس مارگو کورنری سے ملا تھا وہ اُس حلیے کی نہ تھی۔ اِس نئی بات پر شینڈ چکرا گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کالے بالوں والی اور نیلی آنکھوں والی وہ لڑکی کون تھی۔ کیا وہ نقلی مارگو تھی؟ کیا اُس کا چچا زوریو بھی نقلی تھا؟ اچانک شینڈ نے مُڑ کر مارٹن سے پوچھا:

”میں نے تمھیں یہاں مارگو کی نگرانی کے لیے بھیجا تھا۔ یہ سب کیا چکّر ہے؟“

مارٹن نے اُسے بتایا کہ میں نے یہاں آکر فلیٹ کے دروازے پر دستک دی تھی۔ اندر سے ایک لڑکی نے پوچھا۔ ”کون؟“ تو میں نے جواب میں بتایا کہ مجُھے آپ کی حفاظت کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ آج میری چھٹّی ہے۔ میں گھر پر ہوں۔ میں نے کہا کہ ”ٹھیک ہے آپ

آرام کیجیے۔"

"بے وقوف! وہ لڑکی مار گو کورنری نہیں تھی بلکہ وہ تو کوئی اور تھی۔ اور وہ اِس فلیٹ میں وہی چیز تلاش کرنے آئی تھی جس کے لیے کارلو کو قتل کیا گیا ہے۔" شینڈ نے غصّے سے کہا۔

بعد میں شینڈ نے ٹرینشم کو ساری بات فون پر بتائی۔ وہ بھی اُس پر بہت حیران تھا۔ اس نے خیال ظاہر کیا کہ وہ لوگ کافی عرصے سے اس فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہوں گے اور وہ لڑکی صرف تعویذ کی تلاش میں آئی ہو گی۔

"تو پھر اصلی مار گو کورنری کہاں ہے ؟" شینڈ نے پوچھا۔

"وہ صُبح صُبح خاموشی سے چلی گئی تھی۔ اُس نے پولیس میں اپنے چچا کے گُم ہونے کی رپورٹ لکھوائی تھی۔ وہ صُبح اسی بارے میں معلوم کرنے گئی

تھی لیکن وہاں سے اس کو ٹال دیا گیا۔" ٹرینشم نے گویا پردے پر ساری کہانی دیکھ کر بیان کر دی۔

"لیکن یہ بتاؤ کہ جس چکّر میں یہ لوگ (جعلی مارگو اور زوریو) وہاں داخل ہوتے تھے، وہ چیز بھی حاصل کر سکے یا نہیں۔"

"پتا نہیں۔ کمروں کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اُنھوں نے کوشش کافی کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔" شینڈ نے بتایا۔

"تُم ایسا کرو کہ مرکزی ریکارڈ روم چلے جاؤ۔ وہاں ہمارے ایک پرانے دوست نما دُشمن لورن ماسٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ اس کا قد پانچ فٹ چھ انچ ہے۔" ٹرینشم نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر ایک مسئلہ یہ ہے کہ لورن ماسٹر کی کوئی تصویر کہیں بھی نہیں ہے۔" شینڈ نے کہا۔

آج صُبح میڈرِڈ پولیس نے مرکزی ریکارڈ روم کو ایک تصویر بھیجی ہے جو لورن ماسٹر کی ہے۔ تُم اُس کی ایک نقل لے کر اُس پڑوسی کے پاس جاؤ جس نے پردے کی آڑ سے اُن لوگوں کو مکان کے اندر جاتے دیکھا تھا۔ کوشش کر لو ہو سکتا ہے وہ عورت پہچان جائے کہ یہ کارلو کو اندر لے جانے والوں میں سے ہے۔" ٹرینشم نے اُسے تفصیل سے سمجھایا۔

صُبح بے کار ضائع ہو گئی تھی۔ دوپہر کو شینڈ نے سامی کو ساتھ لیا اور مارگو کورنری کے فلیٹ پہنچا جہاں مارٹن نے اُسے بتایا کہ مارگو کورنری ابھی تک فلیٹ پر واپس نہیں آئی ہے۔ اِس کے علاوہ مارٹن نے ڈپارٹمنٹل اسٹور سے بھی معلوم کیا تھا جہاں سے پتا چلا کہ اُس نے ۱۵ دن پہلے چھٹّی لی تھی اور اب تک واپس نہیں آئی۔ ایک بار پھر اُن کی کار، گریک اسٹریٹ پولیس اسٹیشن کی طرف دوڑ رہی تھی۔ ڈیسک سارجنٹ سے شینڈ نے پوچھا:

”کل ایک لڑکی مارگو کورنری اپنے چچا کی گمشدگی کی رپورٹ لکھوانے آئی تھی۔“

”ہاں، وہ آج بھی آئی تھی۔“ سارجنٹ نے جواب دیا۔

شینڈ تو اُچھل پڑا۔ ”حلیہ بتا سکتے ہو؟“

”ہاں ہاں کیوں نہیں، سنہری چمکدار بال اور سبز مائل بھوری آنکھیں۔ قد تقریباً پانچ فٹ چار انچ۔ بیضوی چہرہ اور رنگ زرد۔“ سارجنٹ نے تفصیل سے اُس کا حلیہ دہرا دیا۔

شینڈ نے اُس کا شکریہ ادا کیا اور اندر چلا گیا۔ اندر آپریشن روم میں مولوانی سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے شینڈ کو ایک تصویر دی جس کے بارے میں بتایا کہ یہ لورن ماسٹر ہے۔ شینڈ کے چہرے پر مُسکراہٹ آ گئی کیوں کہ تصویر والے اِس چہرے کو وہ پہلے سے جانتا تھا اور وہ زوریو

کورنری کی حیثیت سے شینڈ سے مل چکا تھا۔ آدھے گھنٹے بعد شینڈ اپنے فلیٹ میں داخل ہوا تو حیران رہ گیا۔ کمرے کی حالت بہت خراب تھی۔ سامان بکھرا پڑا تھا۔ ساری درازیں کھُلی پڑی تھیں۔ لکھنے کی میز کا کباڑا ہو گیا تھا۔ قالین تہہ کر کے ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ کرسیوں اور صوفوں کے گدّے پھٹے ہوئے تھے۔ ابھی وہ کمرے کی حالت پر غور کر ہی رہا تھا کہ کسی کی آہٹ ہوئی۔ نیولے کی شکل کا آدمی ہاتھ میں آٹومیٹک پستول لیے کھڑا تھا۔ اُس نے پستول سے اُسے اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"چُپ چاپ اندر چلو!" اچانک سینڈ کو دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔ اُس نے مُڑ کر دیکھنے کی کوشش کی تو پستول کی ٹھنڈی نال اُس کی گردن سے لگ گئی۔ شینڈ چُپ چاپ آگے بڑھ گیا۔ اب اُسے دوسرا آدمی نظر آیا۔ وہ ایک لمبے قد کا صحت مند اور سُرخ چہرے والا آدمی تھا۔ شینڈ اِن دونوں کو پہچان گیا۔ وہ ان ہی میں سے تھے جو کارلو کو کیفے سلویا سے اغوا

کر کے لے گئے تھے۔

"تُم لوگ کیا چاہتے ہو؟"شینڈ نے ان سے پوچھا۔

"جو ہم چاہتے تھے وہ ہم نے حاصل کر لیا ہے۔جو لیس!اِسے دِکھادو۔"

جو لیس کا ہاتھ جیب میں گیا اور جب باہر آیا تو اُس میں وہی سنہری اور چمک دار تعویذ موجود تھا جو اس نے مار گو کے فلیٹ سے حاصل کیا تھا۔ ایک بندوق والے نے کہا۔"تُم لوگ پاگل ہو گئے ہو جو اِسے یہ دِکھارہے ہو۔"

شینڈ نے کہا۔"سنو!میرا نائب کار کو پارک کرنے گیا ہے۔ایک منٹ بعد وہ یہاں آجائے گا۔تُم نے تعویذ حاصل کر لیا ہے۔لہٰذا اب جلدی سے رفو چکّر ہو جاؤ۔"

چھوٹے قد والے نے کہا۔"سیدھے شرافت سے کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ہمیں

معلوم ہے کہ تُم یہاں اکیلے آئے ہو۔“

شینڈ چُپ چاپ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اِسی دوران ان لوگوں نے فارسی میں بھی کُچھ باتیں کیں۔ پھر جولیس نے کہا۔ ”اِسے کرسی سے باندھ کر غُسل خانے میں پہنچادو، پھر ہم نکل چلیں گے۔“

اُنہوں نے شینڈ کے منہ میں حلق تک روئی ٹھونسی اور اُس کے منہ پر ٹیپ بھی چپکا دیا۔ پھر اُس کو مضبوطی سے کرسی سے باندھ کر اُن لوگوں نے غُسل خانے میں پہنچادیا اور دروازہ بند کر کے چلے گئے۔

شینڈ خاموشی سے ایک طرف پڑا ہوا تھا۔ تھوڑا سا زور لگانے سے اُس کی کرسی گِر گئی تھی اور وہ اُس سمیت فرش پر اُلٹا لیٹا ہوا تھا۔ وہ صرف اپنی پلکیں ہلا سکتا تھا۔ کافی کوشش کے بعد اُس نے اپنے آپ کو تھوڑی دُور تک گھسیٹا پھر ہمّت ہار گیا۔

سامی گریک اسٹریٹ پولیس اسٹیشن گیا۔ وہاں سارجنٹ نے اس کو مشورہ دیا کہ غیر ملکی شعبے سے رابطہ قائم کرو۔ غیر ملکی شعبے میں اُسے ایک افسر نے بتایا کہ ہمارے پاس سب لوگوں کی تصویریں نہیں ہوتیں۔ اِس سِلسلے میں آپ فارن آفس کے پاسپورٹ سیکشن جائیں۔ پاسپورٹ دفتر میں کافی دوڑ دھوپ کے بعد سامی کو جولیس ڈیلوفونٹ کے بارے میں کُچھ معلومات ہو سکی۔ اِس کے بارے میں پاسپورٹ آفیسر کا کہنا تھا کہ مئی ۱۹۴۸ء تک وہ لندن میں تھا۔ اِس کے بعد وہ یہاں نہیں آیا۔ جب کہ سامی کا کہنا تھا کہ وہ کل یہاں موجود تھا اور اُن لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کارلو کو اغوا کر کے قتل کیا ہے۔ بہر حال وہ ساری معلومات حاصل کر کے خوشی خوشی شینڈ کی طرف گیا مگر شینڈ کی حالت دیکھ کر وہ حیران رہ گیا۔ اُس نے بڑی مُشکل سے دروازہ توڑ کر شینڈ کو غُسل خانے سے باہر نکالا تھا۔ پھر سامی نے اُس کو سارے دِن کے کام کی رپورٹ

دی۔ جو لیس ڈیلو فونٹ کا حلیہ سامی کی زبان سے سُن کر شینڈ چونک اُٹھا۔
کیوں کہ وہ اُن میں شامل تھا جنھوں نے اُس کے فلیٹ پر چڑھائی کی تھی۔
بعد میں شینڈ نے ٹرینشم کو تازہ صورت حال بتائی۔ جو لیس ڈیلو فونٹ کے
بارے میں سُن کر ٹرینشم نے کہا۔ ”ہاں ٹھیک ہے۔ وہ جو لیس ہی ہو گا
کیوں کہ اُسے فارسی آتی ہے۔“ پھر ٹرینشم نے اُسے بتایا کہ میں نے اُن
کے لیے جو جال بچھایا ہے، اُس کو توڑ کر ملک سے باہر جانا آسان نہیں
ہے۔

”کیا مطلب؟ کیا وہ ملک سے باہر جائیں گے؟“ شینڈ نے حیرت سے
پوچھا۔

”ہاں بھئی! اگر اُنھوں نے وہ تعویذ حاصل کر لیا ہے تو وہ ضرور باہر جائیں
گے۔ تُم اب سو جاؤ۔“ کہہ کر رابطہ ختم ہو گیا۔ ساڑھے چار بجے صُبح فون
کی گھنٹی نے اُسے اُٹھا دیا، دوسری طرف ٹرینشم تھا:

”اُنھوں نے ہوشیاری کے ساتھ تیزی بھی دِکھاتی ہے۔ اُنھوں نے ایک لانچ کرائے پر حاصل کی ہے۔ بندر گاہ پر میرے ایک آدمی نے اُنھیں پہچان لیا۔ ہم سارے راستے ان کا آسانی سے پیچھا نہیں کر سکتے۔ وہ پیرس سے ضرور ریل کے ذریعہ سے جائیں گے۔“

شینڈ نے گھڑی دیکھی۔ اُس کے پاس پَون گھنٹہ تھا۔ جہاز پر اُن کی سیٹیں ٹرینشم نے ریزرو کرادی تھیں۔ اُس کا پروگرام تھا کہ وہ پیرس تک لانچ سے جائیں گے اور شینڈ اور سامی ہوائی جہاز سے۔ پیرس میں اُن کا باقاعدہ پیچھا شروع کر دیا جائے گا۔ نرم ملائم بادلوں میں جہاز تیرتا ہوا پیرس کی فضاؤں میں نمودار ہوا۔ شینڈ نے کسٹم آفیسر کو اپنا بیج دکھایا۔ اِس کو اُس نے سلوٹ مارا۔ اچانک کالے لباس والے ایک لمبے سے آدمی نے آگے آکر سر جھکاتے ہوئے کہا:

”موسیو شینڈ! پیرس میں، مَیں آپ کا میزبان ہوں۔“

فرانس کی پولیس کو اُنھوں نے اصل کہانی نہیں بتائی تھی بلکہ دوسرا ہی چکّر بتایا تھا۔ اب اُن کو فاسٹر سے ملاقات کرنی تھی جس نے ٹرینشم کی ہدایت پر ان کے لیے پیرس سے خُفیہ روانگی کا انتظام کر رکھا تھا۔ فاسٹر فرانس میں برطانیہ کے محکمہ خزانہ کا نمائندہ تھا۔ اس نے بڑی گرم جوشی سے دونوں کا استقبال کیا اور اُنھیں بتایا کہ مُجھے ٹرینشم نے فون پر سب کُچھ بتا دیا ہے۔ تمھارے مجرم دوست یہاں سے کُچھ فاصلے پر واقع ایک ہوٹل میں موجود ہیں۔ میرے آدمی مُستقل ان پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔

اچانک فون کی گھنٹی بج اُٹھی۔ فاسٹر نے ریسیور اٹھایا اور بات سُننے لگا۔ ساتھ ساتھ ہی وہ ایک پرچی پر کُچھ لکھتا بھی جا رہا تھا۔ فون بند کر کے اس نے شینڈ کو بتایا کہ ان لوگوں نے پیرس میلان ایکسپریس سے اپنی سیٹیں بُک کرائی ہیں۔ یہ ریل چار بجے روانہ ہو گی۔ شینڈ نے اس سے کہا کہ ہماری سیٹیں بھی کسی طرح اسی ریل میں بُک کرا دو۔ اُن کے ڈبّے میں نہ

سہی آگے پیچھے کے کسی ڈبّے میں ہو جائیں۔

(۳)

چار بجے سے پہلے سامی اور شینڈ پیرس میں میلان ایکسپریس کے خوب صورت ڈبّے میں آمنے سامنے کی سیٹوں پر بیٹھے ہوتے تھے۔ ان کی سیٹوں کے درمیان ایک خوب صورت اور چھوٹی سی میز تھی، جس پر شربت کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ میز پر ایک خوب صورت لیمپ رکھا ہوا تھا جس کی گلابی گلابی روشنی بڑی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ ٹھیک چار بجے ریل نے پلیٹ فارم چھوڑ دیا اور میلان کی طرف روانہ ہو گئی۔ میلان جنوب میں پہاڑوں کے دوسری طرف واقع تھا۔ پہاڑوں کا یہ سِلسلہ شمال مشرقی اٹلی تک پھیلا ہوا ہے۔ ٹرین جھولا جھلاتی، سیٹیاں بجاتی اُڑی چلی جا رہی تھی۔ شینڈ نے اپنی سیٹ سے سر ٹکایا اور سو گیا۔ ابھی اسے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سامی نے اُسے جھنجھوڑ کر اُٹھا دیا۔ اور تیزی سے اس سے کہا۔ ”وہ دونوں یہاں ہیں۔ مُجھے اُن کے اصلی نام تو نہیں معلوم مگر

آخری بار ان کو مار گو کورنری اور زوریو کورنری کی حیثیت سے دیکھا تھا۔"

اچانک شینڈ کے جبڑے بھنچ گئے۔ وہ ایک دم ہی اُس کے سامنے آ گئی۔ بلاشبہ وہ مار گو تھی، نقلی مار گو۔ وہ اِس وقت بڑا قیمتی لباس پہنے ہوئے تھی۔ وہ سیدھی شینڈ کے پاس آ کر بولی۔ "ہیلو مسٹر شینڈ آپ کیسے ہیں اور آپ جناب سامی صاحب! آپ کُچھ ناراض نظر آ رہے ہیں۔ خیر چھوڑیے، میری کُچھ خاطر تواضع نہیں کریں گے آپ لوگ ہے۔" اُس نے بڑے آرام سے سیٹ پر بیٹھ کر کمر اُس سے ٹکالی اور بولی۔ "ڈیئر شینڈ! میں تمھیں تمہارے فائدے کی بات بتانے آئی ہوں۔ تُم اگر جان کی سلامتی چاہتے ہو تو اِس ٹرین سے فوراً اُتر جاؤ۔ اگلا اسٹیشن ڈی چون کا ہو گا۔ بس وہاں اُتر کر واپس چلے جانا۔ اِس آدمی سے اپنے آپ کو بچانا جس کا نام زوریو ہے۔"

”رات کا کھانا کھائے بغیر؟“شینڈ نے سنجیدگی سے کہا۔

”تمہیں ڈی جون میں اِس سے بھی اچھّا کھانا مل جائے گا۔“

”مگر ہمیں تو ٹرین کے کھانے بہت پسند ہیں اور پھر ہمارے ٹکٹ تو میلان تک ہیں۔“شینڈ نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

نیلی آنکھوں میں اچانک سختی نظر آئی پھر وہ بولی۔”میں تُم سے مذاق نہیں کر رہی ہوں۔ تُم میلان تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔“

”سُنو! لورن ماسٹر جیسے لوگ میری جیب میں پڑے رہتے ہیں۔ ہم پھر ملیں گے۔“اِس بار شینڈ کی آواز میں سختی تھی۔

اُس نے گلاس میز پر رکھا اور خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔

سامی اور شینڈ آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے کہ اُن کی نظر ایک خوب صورت سی عورت پر پڑی۔ وہ سیدھی شینڈ کی میز کے پاس آکر رُک گئی۔

”معاف کیجیے گا مسٹر شینڈ! میر انام ایلا فن لے ہے۔ شاید آپ کو یاد ہو، ہم لندن میں ایک کلب میں مل چکے ہیں۔ یاد آیا؟“

”ہاں، ہاں۔ بھئی وہ پارٹی میں کیسے بھُول سکتا ہوں۔“شینڈ نے جلدی سے کہا۔

”اِن سے ملو۔ یہ میرے بھائی جان فِنلے ہیں۔“ جان فِنلے بڑا ہنس مُکھ اور زندہ دِل نوجوان تھا۔

پھر شینڈ نے اُنہیں چائے کی دعوت دے ڈالی۔ وہ سب اُسی جگہ آ کر بیٹھ گئے جہاں سے کُچھ دیر پہلے مار گو کورنری اُٹھ کر گئی تھی۔ شینڈ نے اُس سے پوچھا۔”آپ کہیں دُور جا رہے ہیں؟“

”ہم لاسین جا رہے ہیں۔ دراصل ہمیں پہاڑوں پر چڑھنے کا بہت شوق ہے۔“ جان فِنلے نے بتایا۔ تھوڑی دیر اُن کے پاس بیٹھنے کے بعد جان اور

ایلا چلے گئے تو شینڈ نے سامی سے کہا۔ ”میں نے اِس عورت کو آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ پتا نہیں یہ کیسا کھیل ہو رہا ہے۔“

تھوڑی دیر بعد یہ لوگ آہستہ آہستہ سامان والی بوگی کی طرف چل دیے۔ یہ بوگی اُن کے ڈبّے اور اُس ڈبّے کے درمیان تھی جس میں لورن ماسٹر اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ سامان والی بوگی کے دروازے پر تالا تھا اور دروازہ کوریڈور میں تھا۔ سامی نے اپنا کام دِکھایا۔ ہلکی سی آواز کے ساتھ تالا کھُل گیا۔ دونوں نے اندر داخل ہو کر چٹخنی لگا دی۔ وہاں پر مسافروں کے سامان کی ڈھیریاں لگی ہوئی تھیں۔ ہر صندُوق، اٹیچی اور بیگ پر مسافر کے نام کی پرچی لگی ہوئی تھی۔ اِن کو مار گو اور زوریو کا سامان تلاش کرنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی، کیوں کہ اُن کے سامان کی پہچان فاسٹر نے اُنہیں بتا دی تھی۔ سامی نے صندُوق کھولا اور اُس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ”ماسٹر میں ذرا بھی عقل ہو گی تو اُس

نے اِس میں تعویذ نہیں رکھا ہو گا۔'' سامی نے کہا۔ اچانک ہی شینڈ کے ہاتھ میں زیورات کا ایک مخملی ڈبّا آ گیا۔ اُس کو کھولتے ہی شینڈ کے منہ سے اطمینان بھری سانس نکل گئی۔ سونے کا تعویذ اُس میں موجود تھا۔ اچانک اُنہیں کھڑکی میں ایک آدمی کا چہرہ نظر آیا۔ وہ شیشوں میں سے اندر جھانک رہا تھا۔ وہ ایک ہاتھ سے کھڑکی کو پکڑ کر لٹکا ہوا تھا۔ اُس کے دوسرے ہاتھ میں بندوق تھی جس کی نال کا رُخ سامی اور شینڈ کی طرف تھا۔ وہ لورن ماسٹر تھا۔ اچانک سامی اور شینڈ نے سامان کے ڈھیر کے پیچھے ایک ساتھ چھلانگ لگائی۔

''یہ یہاں کیسے آ گیا؟ بے وقوف! اپنی جان کا دُشمن ہو رہا ہے۔ اگر اِس کا ہاتھ پھسل جاتا تو کیا ہوتا اور کوئی مسافر کھڑکی سے جھانک کر اِسے دیکھ کر گارڈ کو بُلا سکتا ہے۔'' سامی بڑبڑا رہا تھا۔

''یہ اصل میں اپنا سامان دیکھنے آیا ہو گا۔ دروازہ اندر سے بند دیکھ کر اُس

نے کھڑکی سے جھانکنے کی کوشش کی ہے۔"

"میں تو کہتا ہوں کہ یہ پاگل ہے۔ اِسے سونے کا تعویذ اپنی جیب میں رکھنا چاہیے تھا۔"

اس کو شک ہو گا کہ راستے میں کوئی چھین نہ لے۔ اِس سامان کی طرف تو کسی کا بھی دھیان نہ جاتا۔" شینڈ نے جھانک کر دیکھا۔ اب لورن ماسٹر کھڑکی میں نظر نہیں آرہا تھا۔

"جلدی آؤ، اگر اِس نے کنڈکٹر کو بُلا لیا تو ہم پھنس جائیں گے۔" سامی اور شینڈ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلے مگر پھر اُن کے قدم زمین میں گڑ گئے۔ سامنے ہی لورن ماسٹر بندوق ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔

"چلو واپس اندر کی طرف۔ ہاتھ اُوپر اُٹھا لو۔" اُلٹے قدموں سامی اور شینڈ واپس پلٹے۔ اُس نے اندر آکر دروازہ بند کر لیا۔ لورن ماسٹر کی آنکھیں

شینڈ پہلے بھی دیکھ چُکا تھا۔ اُس کو زوریو کی حیثیت سے پہچاننے میں اُس نے کوئی غَلَطی نہیں کی۔

"تم سمجھ رہے تھے میں کنڈکٹر کو بُلانے گیا ہوں۔ میں اتنا بے وقوف نہیں کہ خواہ مخواہ فرانس کی پولیس سے اُلجھوں۔ چلو جلدی سے وہ چیز واپس کر دو۔ ورنہ میں تمہیں مار کر ٹرین سے باہر پھینک دوں گا۔ ٹرین اِس وقت بہت تیز ہے۔ کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا۔" اُس نے کہا۔

شینڈ سمجھ رہا تھا کہ ماسٹر غَلَط نہیں کہہ رہا ہے۔ وہ بالکل مایوس ہو گیا۔ اُس کا دِل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اچانک اُس نے چیخ کر کہا۔ "تُم ہمیں مار کر ہی وہ تعویذ حاصل کر سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو یہی سہی۔"

ماسٹر کی انگلی بندوق کی لبلبی پر پہنچ گئی۔ شینڈ انتظار میں تھا کہ کب گولی

اُس کے سینے میں دھنستی ہے۔ مگر اچانک ہی بازی پلٹ گئی۔ ماسٹر کے پیچھے ایک ہاتھ بُلند ہوا جس میں ایک لکڑی تھی۔ پوری طاقت سے لکڑی ماسٹر کے سر پر ماری گئی مگر وہ اچانک ہی خطرہ محسوس کر کے پلٹا۔ لکڑی اُس کے کندھے پر پڑی اور اُس کے ہاتھ سے بندوق چھوٹ کر نیچے گر پڑی۔ ماسٹر نے فائر کر دیا تھا۔ گولی فرش میں دھنس گئی۔ شینڈ نے غوطہ مار کر ماسٹر کی ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ لیں۔ اُدھر سامی نے بھی ماسٹر پر چھلانگ لگا دی۔

بوگی میں جان فنلے داخل ہوا۔ "یہ کیا شور ہے؟"

شینڈ نے اُسے بتایا کہ اِس نے ہماری ایک چیز چُرا لی تھی۔ اب ہم نے واپس لے لی تو یہ جھگڑا کر رہا ہے۔

جان غور سے بوگی میں بکھرے ہوئے سامان کو دیکھ رہا تھا۔ ماسٹر

لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور بولا۔ ”تمھیں اِس کا نتیجہ بھگتنا ہو گا۔“

شینڈ نے کہا۔ ”اِس کو پکڑ لو۔ یہ کارلو کا قاتل ہے۔ اِسے اِس جُرم کی سزا ملنی چاہیے۔“ شینڈ اور سامی نے ماسٹر کو دونوں طرف سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے ٹرین کا دروازہ کھول دیا۔ ٹرین پوری رفتار سے چنگھاڑتی ہوئی جا رہی تھی۔ شینڈ نے اُس سے کہا۔ ”شکر کرو ہم تمھیں جان سے نہیں مار رہے ہیں۔ ہم تو تُم کو صرف ٹرین سے نیچے پھینک رہے ہیں۔“

ماسٹر گڑگڑانے لگا: ”مُجھے باہر نہ پھینکو۔۔۔ مجھے باہر نہ۔۔۔“ اُس کی بات ادھوری رہ گئی۔ سامی اور شینڈ نے اُس کو باہر دھکیل دیا۔ ماسٹر نے ہوا میں ہاتھ پاؤں چلا کر کُچھ پکڑنے کی کوشش کی، پھر زور دار آواز سے زمین سے ٹکرایا اور دور تک لڑھکتا چلا گیا۔ سامی اور شینڈ نے باہر جھانک کر دروازہ بند کیا اور پھر سامان والی بوگی میں گئے۔ وہاں اُنھوں نے ہر جگہ سے اپنی انگلیوں کے نشان صاف کیے اور اُس کو پہلے کی طرح بند کر کے

اپنی سیٹوں پر چلے آئے۔ کاریڈور میں اُنہیں ایلافنلے ملی۔ اُس نے مُسکراتے ہوئے پوچھا۔ ”سب ٹھیک ہو گیا؟“ جواب میں شینڈ بھی مسکرا دیا۔

ٹرین کا سفر سوئٹزرلینڈ کی سرحد کی طرف جاری تھا۔ مارگو کورنزی کے پاس اِس وقت چار آدمی موجود تھے۔ اُن میں سے دو ریلوے کے افسر تھے۔ ایک افسر اُٹھ کر شینڈ کے پاس آ کر بولا۔ ”موسیو! مُجھے آپ سے اکیلے میں کُچھ بات کرنی ہے۔ دراصل ٹرین میں سے ایک آدمی غائب ہو گیا ہے۔ اِن سے ملیے۔“ اُس نے مارگو کی طرف اشارہ کیا۔

”یہ مادام ٹورٹیلی ہیں۔ اُنہوں نے غائب ہونے والے آدمی سے آپ کو آخری بار بات کرتے دیکھا ہے۔ غائب ہونے والے صاحب ان کے چچا تھے۔“

شینڈ نے اُس کی بات سُن کر اطمینان سے کہا۔ ”ہو سکتا ہے وہ ڈی جون کے اسٹیشن پر اُتر گئے ہوں۔“

”نہیں، مادام کا خیال ہے کہ وہ وہاں نہیں اُترے۔“

”تو پھر میں کیا بتا سکتا ہوں۔ آپ اُن کے خیال سے ہی کُچھ پوچھیے۔ ویسے اُن کو چچا بدلنے کا بہت شوق ہے۔“

”یہ مذاق نہیں ہے موسیو“!

”تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”آپ سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔“

شینڈ تیّار ہو گیا۔ آفیسر نے سامی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”موسیو! آپ اور یہ شخص آخری بار موسیو ٹورٹیلی کے ساتھ سامان والے حصّے کے پاس کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ اِس کے بعد وہ دوبارہ

دِکھائی نہیں دیے۔ پوری ٹرین میں اُنہیں تلاش کر لیا گیا ہے مگر وہ موجود نہیں ہیں۔"

"میں نے تو آپ سے کہا تھا کہ وہ ڈی جون پر نہ اُتر گئے ہوں۔"

"ٹرین کی تلاشی ڈی جون کا اسٹیشن آنے سے پہلے لی جا چکی تھی۔"

"تو پھر آپ نے ڈی جون اسٹیشن کی پولیس کو رپورٹ کیوں نہیں کی؟"

"موسیو! دراصل ہم ٹرین کے پروگرام کو خواہ مخواہ خراب نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اور ویسے بھی ڈی جون تک ہماری تفتیش ادھوری تھی۔ ہاں! اگلے اسٹیشن پر اِس کی رپورٹ کر دی جائے گی۔"

"اگلا اسٹیشن کون سا ہے؟"

"اگلا اسٹیشن سرحد کا ہو گا۔"

شینڈ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ رپورٹ پولیس کو ہو گئی تو پھر بہت دیر ہو جائے

گی۔ یہاں کوئی ٹرینشم بھی موجود نہیں تھا جو کرشمہ دِکھا دیتا۔ شاید لورن ماسٹر زندہ ہے۔ وہی یہ نئے نئے گُل کِھلا رہا ہے۔ خزانہ حاصل کرنے کی دوڑ میں کئی جماعتیں شریک ہیں اور ہر ایک کی کوشش ہے کہ وہ کسی طرح اسے حاصل کر لے اور یہاں غالباً گدھ کی شکل والا دانگر نلنگ بھی ضرور ہو گا۔ سوچتے سوچتے اچانک شینڈ بولا۔ ”گارڈ صاحب! ہمیں جو کُچھ معلوم تھا، آپ کو بتا چکے ہیں۔“

اچانک مار گو غصّے سے بھڑک اُٹھی۔ ”تُم سب جھوٹے شیطان ہو۔ تُم نے اُنہیں مار دیا ہے۔ تُم سب اُن کی جان کے دُشمن تھے۔ بتاؤ وہ کہاں ہیں؟“

گارڈ نے اُس کے آگے جھُکتے ہوئے کہا۔ ”مادام! اِس وقت ہم کُچھ بھی نہیں کر سکتے۔ آپ میرے ساتھ آیئے۔ میں آپ کی حفاظت کروں گا۔ میری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔ پریشانی اور غم سے آپ کا یہ حال ہو گیا ہے۔“

لڑکی غصّے سے اُس کو گھورتی ہوئی چلی گئی۔ شینڈ، سامی، ایلا اور جان باتیں کرنے لگے۔ شینڈ کا خیال تھا کہ رات کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ کُچھ گڑبڑ کریں۔

جان فِنلے نے کہا۔ "میری مدد کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں۔"

شینڈ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔ "ہمیں باری باری اپنی نیند پوری کرنی ہے۔ اگلا اسٹیشن گیارہ بجے آئے گا۔ اُس وقت ہم سب کو ہوشیار ہو جانا چاہیے۔"

جان فِنلے نے کہا۔ "آپ لوگ میلان جا رہے ہیں۔ ہمیں راستے میں اُترنا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ میلان چلیں۔ ہمیں تو کوہ پیمائی کرنی ہے چاہے وہ سوئٹزرلینڈ میں ہو یا اٹلی میں۔۔۔"

شینڈ نے کہا۔ "ہماری وجہ سے آپ کی تفریح برباد ہو جائے گی۔"

”ارے، آپ اس کی فکر نہ کریں۔“فِنلے نے کہا۔

شینڈ اُس کا شکریہ ادا کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا مگر بالکل نہ سو سکا۔ وہ بار بار اُٹھ رہا تھا۔ اِس وقت ٹرین جنیوا جھیل کے ساتھ ساتھ دوڑ رہی تھی۔ صُبح کے وقت اُس نے ایک نیلی جھیل دیکھی۔ اُس کے آس پاس سفید رنگ کے سُرخ چھتّوں والے مکان پھیلے ہوئے تھے مگر شینڈ ان تمام خوب صورت منظروں سے مزہ نہ لے سکا۔ اِس دوران جولیس، مارگو، نیولے کی شکل والا کوئی بھی نظر نہ آیا۔ انہیں جس بات کا خطرہ تھا، وہ بے کار ثابت ہوئی۔ آخر ٹرین میلان اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر پہنچی۔

ان کو بڑی حیرت ہو رہی تھی۔ اسٹیشن پر کسی نے اُنہیں نہ روکا۔ پتا نہیں گارڈ نے پولیس کو رپورٹ کی تھی یا نہیں۔ یہ کیا چکّر تھا۔ سوچتے سوچتے شینڈ سر جھٹک کر اسٹیشن سے باہر آ گیا۔فِنلے نے اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہی ہوٹل چلو مگر شینڈ نے کہا۔ ”ہمیں ایک ضروری کام ہے۔ اس

سے فارغ ہو کر لنچ آپ کے ساتھ کریں گے۔"

ایک گھنٹے بعد نہا دھو کر شینڈ اور سامی بڑے ڈاک خانے پہنچے جہاں اُن کے لیے ایک پیغام موجود تھا۔ یہ ایک ٹیلی گرام تھا۔

مائننگ انجنیئر شینڈ اور اُس کا نائب سامی سرکاری دورے پر روسانتا پہنچ رہے ہیں۔ میئر پریرا اسے اُنہیں سرکاری ملاقات کرنی ہے۔" نیچے ٹرینشم کے دستخط تھے۔ لنچ پر یہ طے ہو گیا تھا کہ فِنلے بھی کوہ پیمائی کے لیے اُسی علاقے میں جائے گا جہاں شینڈ اور سامی کو جانا تھا۔

جان فِنلے نے ایک کار بھی حاصل کر لی تھی جو اس کے ایک دوست نے دی تھی۔ اب ان کا سفر زیادہ آسان ہو گیا تھا۔ کار ہوٹل سے نکلی اور شہر سے باہر جانے والے راستے پر چل پڑی۔ اسٹیئرنگ پر فِنلے موجود تھا۔ آدھے گھنٹے میں وہ آٹو سٹر اڈا پہنچ گئے۔ جس کے شمال میں وینس آباد

ہے۔ یہ راستہ میلوں دور تک بالکل سیدھا چلا گیا ہے۔ اس میں کہیں بھی کوئی موڑ نہیں ہے۔ سفر خاموشی سے ہو رہا تھا۔ شینڈ کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں۔ اس کی گردن بار بار سینے پر ڈھلک جاتی تھی۔

اچانک جان کی آواز نے سب کو چونکا دیا۔ ”ہمارا پیچھا کیا جا رہا ہے۔ یہ کار ہمارے پیچھے میلان سے لگی ہوئی ہے۔“

شینڈ نے کہا۔ ”تم نے اِسے آگے نکلنے کا موقع دیا؟“

ایلا نے کہا۔ ”تُم وقت ضائع نہ کرو۔ گاڑی کی رفتار تیز کر دو۔“

اکسیلیٹر پر جان کے پاؤں کا دباؤ بڑھ گیا۔ کار ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ ذرا سی دیر میں ان کا فاصلہ بہت ہو گیا۔ اب کار ۱۰۳ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ پیچھے آنے والی کار کی رفتار بھی اچانک تیز ہو گئی۔ سامی نے اپنا آٹومیٹک ریوالور نکال لیا۔ اچانک جان نے کہا:

”میں کار کی رفتار کم کر رہا ہوں، کیوں نہ یہیں دیکھ لیا جائے کہ یہ کیا چاہتے ہیں۔“ پیچھے آنے والی کار بڑی تیزی سے قریب آ رہی تھی۔ جان فِنلے بولا کہ آگے ایک جگہ ہے وہاں ہم ان سے دو دو ہاتھ کریں گے۔ شینڈ نے کہا۔ ”میں نے ڈیلو فونٹ کو دیکھ لیا ہے تُم سیدھے چلتے رہو۔ اِن کو گُزرنے دو۔“

پچھلی کار کے لوگ اب پہچانے جا رہے تھے۔ لورن ماسٹر، جولیس ڈیلوفونٹ، نیولے کی شکل والا، لڑکی اور ایک نیا چہرہ ڈرائیور کا تھا۔ اچانک شینڈ نے چیخ کر کہا۔ ”بریک لگاؤ۔ سب نیچے جھُک جائیں۔“

اِسی کے ساتھ ٹامی گن کی ریٹ ریٹ سے فضا گونج اُٹھی۔ فِنلے نے وقت پر بریک لگایا تھا۔ گولیاں اُن کے سروں پر سے گُزر گئیں۔ دوسری کار تھوڑے فاصلے پر رُک گئی۔ فِنلے نے چیخ کر سب کو کار سے باہر آنے کو کہا۔ جولیس کُود کر اپنی گاڑی سے باہر آیا۔ اُس کے ہاتھ میں ٹامی گن

تھی۔ سامی پہلے ہی اپنا ریوالور نکال چکا تھا۔ اُس نے کار کی آڑ سے ڈیلوفونٹ کے سینے پر فائر جھونک دیا۔ اُس کی آواز کسی توپ سے کم نہ تھی۔فِنلے نے پیچھے سے نکلتے ہوئے کہا۔"سب زمین پر لیٹ جائیں۔"فِنلے اپنی کار میں اچانک ہی اسٹرینگ پر پہنچ گیا۔اُس نے گاڑی آندھی طوفان کی طرح آگے بڑھادی۔ وہ چاہتا تھا کہ اپنی گاڑی سے ٹکّر مار کر ان کی گاڑی نیچے گِرادے۔ اُدھر اُن لوگوں نے اچانک ہی خطرے کو بھانپ لیا اور جلدی جلدی کار میں سوار ہو کر بھاگ نکلے۔شینڈ نے سامی سے چیخ کر کہا کہ اُس کے ٹائروں کو نشانہ بناؤ۔ مگر سامی کا پستول خالی ہو چکا تھا۔ کار تیزی سے نظروں سے دُور ہوتی چلی جارہی تھی۔فِنلے کی کار میں جگہ جگہ سوراخ ہو گئے تھے۔ سامی نے کہا۔"یہاں ڈیلوفونٹ کی لاش پڑی ہوئی ہے۔اٹلی کی پولیس کے سوال وجواب سے بچنا ہے تو جلدی نکل چلو۔"

اُنھوں نے اٹلی کی پولیس سے بچنے کے لیے بڑی سڑک کو چھوڑ کر اُونچے

نیچے اور بے ڈھنگے راستوں پر سفر کیا۔ اب اُن کو اپنے سامنے دُور بہت دور افق پر پہاڑوں کی چمکتی ہوئی بنفشی، نارنجی چوٹیاں نظر آنے لگی تھیں۔ سڑک آہستہ آہستہ اونچی ہوتی جارہی تھی۔ وہ ایک بڑی سی وادی میں داخل ہو گئے اور شام ہوتے ہی سان سگر دو پہنچ گئے۔ راستے میں ایک ہوٹل کے نام کا بورڈ اور تیر کا نشان دیکھ کرفِنلے نے گاڑی اس طرف موڑ دی۔ ہوٹل میں ان کے علاوہ اور کوئی مسافر نہیں تھا۔ اس میں ایک بیرا تھا اور ایک منیجر۔ کھانا کھانے کے بعد منیجر اُن کے پاس آیا اور جھُک کر اُنہیں سلام کر کے بولا:

”سائنورا، سائنوریا! ازراہ کرم میرے دفتر میں تشریف لائیے۔ مداخلت کی معافی چاہتا ہوں مگر معاملہ بہت اہم ہے۔“

تھوڑی سی ہچکچاہٹ کے بعد شینڈ کھڑا ہو گیا۔ اُس کے ساتھ اس کے سب ساتھی بھی چل دیے۔ اندر منیجر کے کمرے میں اٹلی کی پولیس کے دو افسر

کھڑے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کے داخل ہونے کے بعد منیجر کو واپس جانے کا حکم دے دیا۔ اور پھر ان سے کہا۔ ”تم میں سے کوئی اٹلی کی زبان جانتا ہے؟“

”جی ہاں، میں تھوڑی بہت سمجھ لیتا ہوں۔“ شینڈ نے کہا۔

”تو پھر اپنے ساتھیوں کو بتا دو کہ تُم سب کے بارے میں ہمیں سب کُچھ معلوم ہو چکا ہے۔ میلان آٹو اسٹر اڈا روڈ پر ایک آدمی کی لاش ملی ہے۔ وہاں زبردست فائرنگ کی گئی ہے اور تمہاری گاڑیوں میں گولیوں کے نشان ہیں۔ گاڑی اس ہوٹل کے باہر موجود ہے۔ تُم انکار نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اپنے اپنے بیان لکھواؤ اور ہوشیاری دِکھانے کی کوشش نہ کرنا۔“

اس نے ایک کاغذ اور قلم ہاتھ میں لیا اور سب سے پہلے شینڈ سے سوال و جواب شروع کیے۔ اب شینڈ کو اس ساری کارروائی میں لورن ماسٹر کا ہاتھ

صاف نظر آرہا تھا۔ شینڈ کو یقین نہیں تھا کہ اٹلی کی پولیس اتنی تیزی دِکھا سکتی ہے۔ اب وقت آگیا تھا کہ شینڈ کوئی کارنامہ دِکھائے۔ چنانچہ اس نے اچانک ہی آگے بڑھ کر میز اُلٹ دی اور اس سے پہلے کہ حیران پریشان آفیسر کُچھ سمجھ سکتا۔ اس پر چھلانگ لگا دی۔ دوسرے افسر کو سامی نے اپنی کھڑی ہتھیلی کے ایک ہی وار سے ڈھیر کر دیا۔ شینڈ نے پولیس افسر کو پکڑ کر سامی سے اسے باندھنے کے لیے کہا۔ دونوں پولیس آفیسروں کو کرسیوں سے باندھ کر وہ لوگ باہر نکل آئے۔

ہال میں منیجر کھڑا کانا پھوسی کر رہا تھا۔ شینڈ کو اچانک سامنے دیکھ کر وہ ہکلاتے ہوئے بولا۔ ”سس سائنور! مم۔۔۔ نے ان کو یقین دِلایا تھا کہ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن وہ بھی اپنے فرائض سے مجبور تھے۔“

شینڈ نے کہا۔ ”وہ تھوڑی دیر کے لیے آپ کے دفتر میں رہیں گے۔ ان کو

کام کرنے دینا اور پریشان بالکل نہ کرنا۔"

"کیوں نہیں، کیوں نہیں۔" منیجر نے مُسکراتے ہوئے کہا۔

پھر شینڈ نے کہا۔ "گرمی بہت ہے۔ ہم تھوڑی دیر باہر ٹہلیں گے۔" وہ سب لوگ ٹہلتے ہوئے باہر آ گئے۔ ایلا کو شینڈ نے پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا۔ وہ اُن کا سامان پچھلے دروازے پر پہنچانے گئی تھی۔ اُنہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور سب کار میں گھُس گئے۔ شینڈ اور سامی لپک کر ہوٹل کے پچھلے دروازے پر گئے اور وہاں ایلا سے سامان لا کر کار میں جلدی جلدی ٹھونسنے لگے۔ پانچ منٹ بعد وہ قصبے سے باہر تھے۔ رات ہونے کے ساتھ ساتھ سردی بڑھتی جا رہی تھی۔ دور نظر آنے والی پہاڑیاں گھاٹیاں وادیاں، اور جنگل سب کہر میں چھُپ گئے تھے۔ پچاس گز آگے جا کر فِنلے نے کار گھُمائی۔ اُن کے سامنے اب ایک چھوٹی سی تنگ وادی تھی۔ اِس کے بالکل ساتھ ایک چھوٹا سا دریا بہہ رہا تھا جو چاندنی میں ایک سفید فیتے

کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔ دُور بہت دُور اندھیرے میں کہیں مونٹ روگازو موجود تھا۔ کار لہراتی بل کھاتی ڈھلوان راستے پر وادی کی طرف چلی جا رہی تھی۔ سب لوگ اُونگھ رہے تھے سوائے فِنلے کے۔ آخر کار وہ روسانتا گانو کے قریب پہنچ گئے۔ یہ قصبہ مونٹ روگازو کی جڑ میں واقع ہے۔

فِنلے نے زور سے کہا۔ ”چلو بھئی مسافرو۔ میرا مطلب ہے کہ سامی اور شینڈ۔ آپ لوگوں کا سفر ختم۔“

”کیا مطلب؟ کیا ہم نیچے نہیں جائیں گے؟“ ایلا نے پوچھا۔

”نہیں، ہم پہلے ہی پولیس کی نظروں میں آ چکے ہیں۔“ فِنلے نے جواب دیا۔ ”ہم یہاں سے ۱۲ میل دُور شمال مشرق میں ایک گاؤں جائیں گے۔ اور اگر کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو اوسٹریا میں داخل ہو جائیں گے۔“ فِنلے نے

ایلا کو اپنا پروگرام بتایا۔

پھر یہ لوگ جُدا ہو گئے۔ سامی اور شینڈ پیدل چلتے ہوئے قصبے میں داخل ہو گئے۔ میئر کا دفتر آسانی سے مل گیا۔ اُس کے دفتر کے باہر اس کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ شینڈ نے گھنٹی کا بٹن دبایا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھُلا اور ایک لمبا تڑنگا بھاری مونچھوں والا آدمی باہر آیا۔ اُس نے اٹلی کی زبان میں کہا۔ ”سائنور شینڈ! آیئے تشریف لایئے۔“

اندر میئر اپنے دفتر میں ان کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے پاس دو پولیس والے بھی کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں پستول تھے۔ جن کا رُخ سامی اور شینڈ کی طرف تھا۔

”اپنے ہاتھ اوپر اُٹھالو۔ تم نے ڈیلو فونٹ کو قتل کیا ہے۔ سان سگر دو میں دہشت پھیلائی ہے۔ تُمھیں گرفتار کر کے فوری طور پر سان سگر دو لے

جایا جارہا ہے۔"پولیس آفیسر نے سختی سے کہا۔

اچانک شینڈ بیمار سا نظر آنے لگا۔ اُس نے اور سامی نے خاموشی سے ہاتھ اُٹھا دیے۔ میئر اپنی جگہ سے اُٹھا اور ان سے بڑی نرمی سے بولا۔ ''تُم جرمن سمجھ سکتے ہو نا؟ آرام سے بیٹھ جاؤ اور میری بات غور سے سُنو۔ مسٹر شینڈ! میں تمہیں اپنے قصبے میں خوش آمدید کہتا ہوں، مگر حکم حکم ہے۔ کیا یہ ضروری تھا کہ آپ یہ سب کُچھ کرتے؟"

''جی ہاں، یہ ضروری ہو گیا تھا۔"شینڈ نے خاموشی سے اپنے جرم کا اقرار کیا۔

''لیکن مُجھے تو بتایا گیا تھا کہ تُم ایک انجنیئر ہو۔"

''جی ہاں! یہ بات سچ ہے۔ لیکن ہر بار مُجھ پر پیچھے سے حملہ کیا گیا۔ میں نے صرف اپنا بچاؤ کیا ہے۔ مُجھے تو میرے افسروں نے آپ کے پاس بھیجا

ہے۔"

میئر نے سر ہلاتے ہوئے ایک کاغذ نکالا جس پر بہت سی مہریں لگی ہوئی تھیں۔ اس نے وہ کاغذ اُسے دِکھاتے ہوئے کہا:

"یہ تمہارا اجازت نامہ ہے۔ تُم مونٹ روگازو کے لیے چوڑے علاقے میں اپنا معدنیات کی تلاش کا کام انجام دے سکتے ہو۔ اِس کے لیے جدید مشینری بھی منگالی گئی ہے۔ جو یہاں سے کُچھ دُور ایک گاؤں میں ہے۔ لیکن افسوس! اب اِس کام میں دیر لگے گی۔ ہمارے قصبے کی خوشحالی میں ابھی وقت لگے گا۔"

شینڈ حیران کھڑا رہ گیا۔ واقعی ٹرینشم تو کوئی چھلّاوہ تھا۔ وہ کب، کیا اور کِس طرح کرتا تھا کسی کو پتا نہ چلتا تھا۔ اب اس نے یہ چکّر چلا دیا تھا۔

اچانک میئر پھر بولا:

”بہر حال فرض پہلے ہے۔ قانون کو سب سے پہلے اہمیت دی جانی چاہیے۔ لیکن خبر دار اپنی جگہ سے میری اجازت کے بغیر نہ ہلنا۔ آفیسرو! اپنے ریوالور تیّار رکھو۔ عزیزو! میں قانون کے دائرے میں تمہاری تلاشی لوں گا۔“

شینڈ اور سامی کی مکمّل تلاشی لی گئی اور اُن کی جیبوں سے نکلنے والے سامان کو ایک لفافے میں ڈال دیا گیا مگر وہ سونے کا تعویذ دیکھ کر میئر کسی سوچ میں گُم ہو گیا۔ پھر اس نے پوچھا کہ یہ تم کو کہاں سے ملا ہے؟ تُم کون ہو؟ تعویذ کے بر آمد ہونے کے بعد حالت خطرناک ہو گئی تھی۔ وہ خاموشی سے بیٹھا کافی دیر تک کُچھ سوچتا رہا۔

پھر اچانک ہی اُس نے پولیس آفیسروں سے کہا۔ ”اپنے پستول جیب میں رکھ لو۔ یہ لوگ ہمارے مہمان ہیں۔ تُم نے اِن لوگوں کو کبھی نہیں

دیکھا۔ سمجھ گئے؟"

اِس کے بعد اُن کے رویّے میں تبدیلی نے شینڈ اور سامی کو حیران کر دیا۔ ان کی زبردست خاطر تواضع کی گئی۔ سونے کے لیے بہترین کمرہ دیا گیا جس میں عمدہ اور آرام دہ بستر لگے ہوئے تھے۔ سامی اور شینڈ خُدا کا شکر ادا کر رہے تھے۔ بستروں پر لیٹتے ہی اُنہیں کوئی ہوش نہ رہا۔ وہ اِس قدر تھک گئے تھے کہ گہری نیند سو گئے۔ صُبح کی روشنی پھیلتے ہی وہ جاگ گئے۔ کمرے کی کھڑکی سے جھانک کر اُنہوں نے دیکھا کہ دُور دُور تک روسانتا کے میدان اور کھیت نظر آ رہے تھے۔ کافی دور مونٹ روگازو کی برف سے ڈھکی ہوئی چوٹی بہت ہی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ شینڈ نے دروازہ کھولا۔ وہاں ایک لڑکی کھڑی تھی جس نے اسے بتایا کہ میئر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

ناشتے پر میئر نے ان سے کہا۔ "دوستو آرام سے نیند آئی نا! اب مُجھے بتاؤ

کہ میں تمہارے لیے کیا کروں۔"

"ہمیں ایک آدمی کی تلاش ہے۔ روسانتا کے سب لوگ اُسے جانتے ہیں۔ اس کا نام زوریو کورنزی ہے۔"

"اوہ! ہاں ہاں۔ اپریل کے آخر میں وہ گاؤں سے گیا تھا۔ اس کے بعد اس کو کسی نے نہیں دیکھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پہاڑ کی چوٹی کی طرف چلا گیا ہے۔"

"کیا وہ پہاڑ کے اوپر رہ رہا ہو گا؟"

"شاید، لوگوں کا تو یہی خیال ہے۔ اور ہاں! ایک خاص بات یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد ایک اجنبی بہت سے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ اُس نے اِس طرح کی کُچھ معلومات حاصل کیں۔ اُس کے ساتھ رسیاں، کلہاڑیاں، کمبل اور کھانا وغیرہ تھا۔ صرف تین گھنٹے پہلے وہ اوپر

روانہ ہو گیا ہے۔"

شینڈ سُن کر اُچھل پڑا۔ "کیا آپ اُس کا حلیہ بتا سکتے ہیں؟"

پھر میئر کے دو تین جملوں سے ہی شینڈ نے اندازہ کر لیا کہ وہ ماسٹر کی پارٹی تھی۔ اِن پہاڑیوں میں کوئی ایسا شخص رہتا ہے جس نے زوریو کو دیکھا ہو؟" شینڈ نے میئر سے پوچھا۔

"پاگل ہرمت۔ وہ سچ مچ پاگل نہیں ہے۔ بس تھوڑا سا خبطی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کا اصل نام مکاریو ہے۔ لوگوں نے اس کو بس دُور سے دیکھا ہے۔ وہ ایک پُر اسرار آدمی ہے۔ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ یہ کھاتا پیتا کہاں سے ہے؟ وہ کسی کو پریشان نہیں کرتا اِس لیے ہم بھی اس کو کُچھ نہیں کہتے۔ مکاریو مونٹ روگازو کا کیڑا ہے۔ میرے خیال میں اگر تُم اُسے اپنی مدد کے لیے تیّار کر لو تو تُم آسانی سے چاندی تلاش کر لو

گے۔" میئر نے کہا۔ "تُمہیں اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو مُجھے بتاؤ۔ سامان گائڈ وغیرہ۔"

"شکریہ، سامان آپ ہمیں دِلوا دیجیے لیکن ہم سفر اکیلے ہی کریں گے۔" شینڈ نے اس سے کہا۔

"ٹھیک ہے، تو پھر اتنا تو میں کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے تُمہیں اپنی گاڑی میں پہنچا دوں۔" میئر نے پیش کش کی۔

میئر کی کار اگرچہ پُرانی تھی اور چلنے میں شور بھی بہت کرتی تھی مگر چلنے میں ٹھیک ٹھاک تھی۔ شینڈ کی نگاہیں ہر طرف بڑی تیزی سے دوڑ رہی تھیں۔ راستے ہیں جگہ جگہ میئر اُن کو اِن جگہوں کے بارے میں بتاتا رہا۔ ایک جگہ میئر نے کار روک کر کہا۔ "دوستو اب آپ کو آگے کا سفر پیدل طے کرنا ہو گا۔ سورج غروب ہونے کے بعد سردی بڑھ جائے گی۔ اُوپر

اِس موڑ کے پاس تمہیں ایک کیبن ملے گا جہاں کوہ پیما، رُک کر آرام کرتے ہیں۔ شام سے پہلے تُم وہاں پہنچ جاؤ گے۔ اچھّا خدا حافظ۔"

پہاڑ پر چڑھنا واقعی آسان کام نہ تھا۔ شروع میں تو وہ بغیر رُکے اور بغیر بات کیے مسلسل سفر کرتے رہے مگر بعد میں ایک جگہ رُک کر اُنہوں نے تھوڑی دیر آرام کیا اور پھر سفر شروع کر دیا۔ آٹھ بجے وہ ایک کٹاؤ والی چٹان کے قریب پہنچ گئے۔ اُس سے آگے مونٹ روگازو کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔ یہیں وہ لکڑی کا کیبن تھا۔ اُس کے قریب ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ اندر لکڑی کے کیبن میں وہ کمبل بچھا کر لیٹ گئے۔

(۴)

صُبح کا منظر بڑا سہانا تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ایک طرف کالے بادل چھائے ہوئے تھے۔ دوسری طرف سفید بادلوں کے ٹکڑے، روئی کے گالوں کی طرح تیرتے پھر رہے تھے۔ اُنہوں نے چشمے کے ٹھنڈے پانی سے ہاتھ مُنہ دھویا۔ سامی نے اسپرٹ کے چولہے پر کافی تیّار کی اور پھر وہ سفر کے لیے تیّار ہو گئے۔ جب وہ باہر آئے تو ایک چرواہا اپنی بکریوں کا ریوڑ لے کر وہاں آ گیا تھا۔ شینڈ نے اس سے وہاں کی زبان میں بات کی اور پہاڑ کے بارے میں کُچھ معلومات حاصل کیں۔ اس نے بتایا کہ جنوب کی طرف سے چار آدمی اوپر پہاڑ پر گئے ہیں۔ پھر اس نے زوریو کورنری کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ پچھلی گرمیوں میں وہ یہیں تھا۔ اس کے بعد نظر نہیں آیا۔ شینڈ نے محسوس کیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ پھر اس نے پاگل ہرمت کے بارے میں پوچھا تو چرواہا کُچھ کہے بغیر

واپس چل دیا۔ شینڈ نے اُسے آواز دے کر بلایا اور سنہری تعویذ دِکھایا۔
اس کو دیکھتے ہی وہ شینڈ کے قدموں میں گر پڑا۔ پھر اس نے شینڈ کو ساری بات سچ سچ بتا دی۔ اس نے بتایا کہ جنوبی حصّے کی طرف مکاریو ایک جھونپڑی میں رہتا ہے۔ ہر گرمی میں جب برف پگھلتی ہے تو نیچے آ جاتا ہے۔ تین ہفتے پہلے وہ یہاں نیچے تھا۔ زوریو کو میں نے دو دِن پہلے دیکھا تھا۔

حالات اور واقعات اتنی جلدی جلدی بدل رہے تھے کہ شینڈ چکرا کر رہ گیا تھا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا بات سچ ہے اور کیا جھوٹ ہے۔

ساری بات سُن کر شینڈ نے چرواہے کو جانے کی اجازت دے دی۔ اوپر چڑھنے کے بعد اُنہیں ایک چٹانی کٹاؤ کے پیچھے ایک راستہ ملا جس کے بارے میں چرواہے نے اُنہیں بتایا کہ یہ چھوٹا راستہ شمالی اور جنوبی حصّے کو

ملاتا ہے۔ وہاں سے اُنہوں نے نیچے نظریں دوڑائیں۔ دُور دُور تک کوئی بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ اُونچے نیچے لہراتے بل کھاتے راستوں پر چلتے رہے۔ اچانک شینڈ کی نگاہ تھوڑے فاصلے پر نیچے بنی ہوئی ایک جھونپڑی پر پڑی۔ اُس کے باہر پٹرول کے خالی ڈبّے بھی پڑے ہوئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چٹان پر پیر جماتا ہوا نیچے اُترا اور جھونپڑی کے اندر داخل ہو گیا۔ سامی چٹان پر لیٹا ہوا اُسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک شینڈ تیزی سے باہر آیا۔ اس نے بتایا کہ اندر ایک آدمی کی لاش پڑی ہے۔

"کیا یہ مکاریو ہے؟"

"نہیں، اس کا لباس پاگل ہرمت والا نہیں ہے۔"

"میں نے اُس کی کلائی پر دیکھا ہے۔ اس کا نام زوریو کورنری ہے۔"

"تو ماسٹر نے اِسے مار دیا؟"

"اُنہوں نے یہی سلوک اُس کے بھائی کارلو کورنری کے ساتھ بھی کیا تھا۔"

شینڈ یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ مرنے سے پہلے زوریو نے کُچھ بتا دیا ہے یا نہیں۔ اگر بتا دیا ہے تو لوگ خزانے کی طرف دوڑ پڑے ہوں گے۔

شینڈ نے ٹھنڈی سانس بھر کر سامی سے کہا۔ "اب تو ہمیں ماسٹر کے پیچھے چلنا ہو گا۔"

اچانک کالے کالے بادل اُمڈ آئے۔ سورج غائب ہو چکا تھا۔ دُھند اور ملگجی سی روشنی میں اُنہوں نے اپنا سفر جاری رکھا۔ آخر زیادہ دُھند ہونے کی وجہ سے اُنہیں رکنا پڑا۔

"بارش ہونے والی ہے۔" سامی نے کپکپاتے ہوئے کہا۔

”کوئی چھجےّ دار چٹان تلاش کرلو تاکہ بارش سے بچ سکیں۔“شینڈ نے کہا۔

انہوں نے ڈھونڈ ڈھانڈ کر ایک سایہ دار چٹان تلاش کر لی اور اس کے نیچے بیٹھ گئے۔ وہ بالکل خاموش بیٹھے اندھیرے کو گھور رہے تھے۔

اچانک سامی نے کہا۔ ”غور سے سُنو! کسی کے چلنے کی آواز آرہی ہے۔ شاید کوئی اس طرف آرہا ہے۔“

وہ چوکنّے ہو گئے تھے اور اُن کے پستول جیبوں سے باہر آگئے تھے۔

”یہ اُن میں سے کوئی ہے۔“ سامی نے سرگوشی کی۔

قدموں کی آواز قریب آتی چلی گئی۔ دُھند میں سے ایک ہیولا نکل کر اچانک اُن کے سامنے آگیا۔

”بہت خوب! کیا زبردست استقبال ہو رہا ہے۔ پستول، کلہاڑی اور بندوق کے ساتھ۔“ فِنلے نے چہکتے ہوئے کہا۔

شینڈ نے حیران ہو کر کہا۔ ”تُم؟“

”جی، میں اور ایلا۔“

”مگر تُم لوگ تو اوسٹریا چلے گئے تھے؟“

”وہاں سے نکلنا آسان نہ تھا۔ اٹلی کی پولیس کُچھ زیادہ ہی چوکس ہو گئی ہے۔ ہمیں مجبوری میں واپس ہونا پڑا لیکن ہم نے سوچ لیا تھا کہ پہاڑ کی سیر کیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ بس ہم اِدھر چلے آئے۔“

”بہت اچھّا ہوا کہ تُم ہمیں مل گئے۔“ شینڈ خوش ہوتے ہوئے بولا۔

”ہم نے تُمھیں نیچے سے دیکھ لیا تھا۔“

”کیا تُمھیں لورن ماسٹر کے بارے میں کُچھ معلوم ہے؟“ شینڈ نے پوچھا۔

”کیا مطلب؟ کیا وہ بھی یہاں موجود ہے؟“ فِنلے کے لہجے میں حیرت تھی۔

”جی وہ تین ساتھیوں کے ساتھ ہم سے آگے جا رہا ہے۔“شینڈ نے اسے بتایا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ کھانا واقعی عمدہ تھا۔ شینڈ نے فِنلے سے کہا:

”اب تُم ہمارا ساتھ دو گے نا! ہمیں لورن ماسٹر کو پکڑنا ہے۔“

”اتنا عمدہ کھانا کھلانے کے بعد تو میں اُس کے پیچھے چوٹی تک دوڑ جاؤں گا اور اُسے نیچے پھینک دوں گا۔“

کھانا کھاتے کھاتے ہی دُھند چھٹ گئی۔ سورج کی روشنی ہر طرف پھیل گئی۔ چھُپے ہوئے منظر پھر نظر آنے لگے۔ اُنھوں نے دوبارہ سفر شروع کیا۔ آدھے گھنٹے بعد اُنھوں نے ایک جگہ خیمہ لگایا۔ اسپرٹ کے چولہے پر سامی نے کافی تیّار کی۔ بڑی خوشگوار گرمی ہو گئی تھی۔ اُنھوں نے اپنے

گرم کپڑے اُتار دیے۔ فِنلے نے شینڈ کی جیکٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ بھیڑ کی عمدہ کھال کی بنی ہوئی ہے۔ اِس کا رنگ بھی بہت اچھّا ہے۔"

پھر وہ لوگ سو گئے۔ ابھی اندھیرا ہی تھا کہ شینڈ کی آنکھ کھُل گئی۔ خیمے میں کوئی موجود تھا۔ اس کے آہستہ آہستہ سانس لینے کی آواز آ رہی تھی۔ شینڈ خاموش پڑا غور کرتا رہا۔ پھر اچانک ہی خیمے کا پردہ اُٹھا۔ اس میں سے آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے نظر آئے اور پھر ایک لمحے بعد خیمے کا پردہ دوبارہ گر گیا اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے؟ فِنلے؟ سامی؟" شینڈ نے کُچھ سوچا اور پھر خاموشی سے باہر نکل گیا۔ وہ آہستہ آہستہ جھُکا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بلّی کی طرح ہر طرف دیکھ رہی تھیں۔ اس نے تالاب کے پاس سے کسی کو

گُزرتے دیکھا۔ وہ اس کے پیچھے چل پڑا۔ سایہ ایک لمحے کے لیے پھر نظر آیا اور پھر غائب ہو گیا۔ وہ تالاب کے بالکل ہی قریب پہنچ گیا۔ رات کے سنّاٹے میں صرف چشمہ بہنے کی آواز سُنائی دے رہی تھی۔ اچانک اس کو اپنے پیچھے ہلکی سی آہٹ کا احساس ہوا۔ اس نے تیزی سے گھوم کر دیکھا مگر دیر ہو چکی تھی۔ سائے نے اُسے اُٹھا کر چشمے میں پھینک دیا۔

(۵)

نیولے کی شکل والا آدمی بُری طرح کپکپا رہا تھا۔ سردی سے اُس کے دانت بج رہے تھے۔ اُس نے کہا: ”آئندہ میں اس قسم کے موسم میں رات نہیں گزاروں گا۔ چاہے مُجھے کوئی افریقہ کا سارا سونا ہی کیوں نہ دے دے۔“

”بک بک مت کرو۔ آخر تُم چھت کے نیچے ہو۔“ ماسٹر نے کہا۔

”تم نے کل مُجھے جھونپڑی کے باہر سردی میں بندوق دے کر بِٹھا دیا کہ فلاں فلاں شینڈ آئے گا۔ اسے مارنا ہے اور میں ساری رات ٹھنڈ سے سکڑتا رہا مگر یہاں کوئی نہیں آیا۔“

لڑکی نے جو پہلے نقلی مارگو کورنری بن چکی تھی، غصّے سے بولی۔ ”پاگل ہو گئے ہو۔ ذرا سی برف سے گھبرا گئے۔“

جس جگہ وہ رات کو پہنچے وہاں بڑی موٹی اور بھاری برف موجود تھی۔ اُن کے سر کے بالکل اُوپر ایک خطرناک موڑ کاٹنے کے بعد مونٹ رگازو کی چوٹی نظر آ رہی تھی۔ اُس کے پاس ہر طرف برف ہی برف تھی۔

"احمق! یہ کپکپانا اور تھر تھرانا بند کر دو ورنہ بندوق کس طرح پکڑو گے۔ مکاریو نے تمھیں بتایا نہیں تھا کہ اُوپر جانے کے لیے صرف یہی ایک راستہ ہے۔" ماسٹر نے سختی سے کہا۔

مکاریو پھٹے پرانے کمبلوں میں لپٹا ہوا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اُس نے کہا۔ "سائنور! مُجھے میرا حصّہ تو ملے گا نا؟"

ماسٹر نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "تُم اپنا ہیٹ تک اُس سے بھر لینا۔"

پھر ماسٹر نے نیولے کی شکل والے سے کہا۔ "اب تُم یہاں رُک کر شینڈ کا

انتظار کرو۔ مُجھے معلوم ہے تمہارا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا۔ صرف ایک فائر میں اُس کی زندگی کا چراغ گُل کر دو۔"

"ٹھیک ہے ماسٹر!" نیولے کی شکل والا بڑبڑایا۔

"اب ہم سب لوگوں کو اُس غار کو کھودنا ہے۔ چلو شاباش۔" اُن سب نے کلہاڑیاں، پھاوڑے اور کواپس لیں اور ماسٹر کے پیچھے چل پڑے۔

☆☆☆☆☆

اچانک ہی سامی کی آنکھ کھُل گئی۔ اُس کو احساس ہوا کہ خیمے میں اور کوئی نہیں ہے۔ اُس نے اپنا کمبل ایک طرف پھینکا اور باہر آ گیا۔ باہر چاند کی روشنی میں جگہ بڑی پُر اسرار لگ رہی تھی۔ سامی نے اپنا پستول نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور ہر طرف نظریں دوڑانے لگا۔ ہر طرف خاموشی اور سناٹا تھا۔ بس ایک آواز تھی اور وہ آواز چشمہ بہنے کی تھی۔ اچانک اس کو

تالاب کے کنارے کوئی پڑا ہوا نظر آیا۔ یہ شینڈ تھا۔ سامی نے تیزی سے شینڈ کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اُسے کھڑا کیا۔ اور اپنے کندھے پر لاد کر خیمے میں لے آیا۔ اس نے جلدی جلدی سارے کمبل کپکپاتے ہوئے شینڈ پر ڈال دیے اور جلدی سے اسپرٹ کے چولہے پر کافی بنائی۔

کافی کے گھونٹ بھرتے ہوئے شینڈ نے اُسے مختصراً ساری بات بتائی۔ اس وقت یہ بھی انکشاف ہوا کہ جان فنلے اور ایلا فنلے بھی غائب ہیں۔ یہ خبر کسی دھماکے سے کم نہ تھی۔

☆☆☆☆☆

ایک چٹان کے اوپر نیولے کی شکل والا آدمی اوندھا لیٹا ہوا تھا۔ اُس کی نگاہیں اُوپر جانے والے راستے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ ہر طرف نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ کافی انتظار کے بعد اُسے بہت دُور کوئی حرکت کرتا نظر آیا۔

اُس نے جلدی سے دُور بین نکال کر آنکھوں سے لگائی۔ آنے والا ہری جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ اُس کی شکل تو صاف نظر نہیں آ رہی تھی۔ لیکن جیکٹ کی وجہ سے نیولے کی شکل والے نے اُسے پہچان لیا کہ وہ شینڈ ہے۔ نیولے کی شکل والے نے رائفل سیدھی کی اور لبلبی پر اُنگلی رکھ دی۔ اس کو پسینا آ گیا تھا۔ اس نے ہری جیکٹ کے دائیں طرف نشانہ باندھا اور فائر کر دیا۔ اِدھر شینڈ کو اچانک ہی خطرے کا احساس ہو گیا تھا۔ اِدھر فائر ہوا اُدھر زمین پر گر پڑا۔ نیولے کی شکل والا مُسکراتا ہوا اُٹھا اور چل پڑا۔ اُسے بہت خوشی تھی کہ صرف ایک فائر میں مَیں نے اُس کا کام تمام کر دیا ہے۔

مکاریو کے ساتھ لورن ماسٹر آگے آگے چل رہا تھا۔ راستے میں جگہ جگہ برف نے ان کا راستہ روکا۔ مگر اُنھوں نے اپنے لیے راستہ بنا لیا۔ اچانک ایک جگہ مکاریو نے کُچھ سوچا، اِدھر اُدھر کا جائزہ لیا اور پھر بولا۔ ”ہاں

یہی جگہ ہے۔ بالکل یہی۔" ماسٹر کی ہدایت پر کھدائی کا کام شروع کر دیا گیا۔ دس گز کھدائی کے بعد ایک چٹان آ گئی۔ ماسٹر نے مکاریو کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا مگر اُس کا کہنا تھا کہ یہی جگہ ہے۔

"ٹھیک ہے۔ کوشش کر لیتے ہیں۔ اگر کُچھ نہ ملا تو تمہارے ساتھ میں بُرا سلوک کروں گا۔" ماسٹر نے مکاریو کو دھمکی دی۔

اچانک فائر کی آواز سے سارا علاقہ گونج اُٹھا۔

"اوہ! شینڈ بے چارا! آخر اِس دُنیا سے چلا ہی گیا۔" ماسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

پھر اُنہوں نے کھُدائی کا کام زور شور سے شروع کر دیا۔ اچانک ہی چٹان کے برابر میں ایک بہت بڑا سوراخ ہو گیا جس کے اندر خالی جگہ تھی۔ یہ ایک غار تھا۔ اس میں ہر طرف اندھیرا تھا۔ جھانک کر دیکھنے پر کُچھ نظر

نہیں آتا تھا۔ اِس دوران نیولے کی شکل والا شینڈ کو گولی مار کر واپس آچُکا تھا۔ سب سے پہلے ماسٹر غار میں اُترا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک موم بتّی تھی۔ راستہ شروع میں تنگ تھا۔ پھر آہستہ آہستہ چوڑا ہوتا گیا۔ کافی دُور چلنے کے بعد اچانک راستہ ختم ہو گیا۔ ماسٹر نے پیروں سے زمین کو ٹٹولا۔ اِس جگہ سے تقریباً دو فٹ نیچے ایک اور جگہ تھی جو چوکور تھی۔ اِس میں ہر طرف چمکتے ہوئے سونے کی ڈلیاں بِکھری پڑی تھیں۔ موم بتّی کی ہلکی سی روشنی میں سارا غار جگمگا رہا تھا۔

لڑکی نے خوشی سے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔ ”اوہ ماسٹر! اب ہم دُنیا کے سب سے امیر لوگ ہوں گے۔“

مکاریو گھُٹنے کے بل جھُک کر کوئی دُعا پڑھ رہا تھا۔ ان کا ڈرائیور جلدی جلدی مٹھیاں بھر کر اپنی جیبوں میں ٹھونس رہا تھا۔ نیولے کی شکل والا دونوں ہاتھوں میں سونے کو لے کر اپنے سر پر، کندھوں پر اِس طرح

ڈال رہا تھا جیسے پانی ڈالتے ہیں۔ اس دوران بندوق ہاتھ میں لیے شینڈ وہاں آ پہنچا۔ اُس کی گرج دار آواز سُن کر وہ سب اُچھل پڑے۔

”تُم سب ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔“

ماسٹر نے حیرت سے کہا۔ ”شینڈ تُم! کیا یہ تمہاری روح ہے؟ تُم تو مر چُکے ہو؟“

”شٹ اپ! جلدی کرو ایک طرف سب لوگ۔“ نیولے کی شکل والا اُسے دیکھ کر سخت حیران اور خوف زدہ تھا۔ اُس نے مُنہ کھول کر کُچھ کہنا چاہا مگر آواز نہ نکل سکی۔

شینڈ نے کہا۔ ”جلدی کرو۔ اپنے ہاتھ سر پر رکھ لو اور ایک ایک کر کے غار سے باہر نکلو۔ تمہارے استقبال کے لیے سامی تیّار ہے۔ ماسٹر! تُم بھی۔ علی بابا کے اِس غار کو آخری بار دیکھ لو اور باہر چلو۔“

ماسٹر نے شینڈ کو لالچ دیتے ہوئے کہا۔ ”شینڈ! سوچ لو۔ یہ بہت سونا ہے۔ تمہاری زندگی آرام سے گزرے گی بلکہ تمہاری سات پُشتیں عیش کریں گی۔“

شینڈ نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بس اُسے گھور کر رہ گیا۔ ماسٹر مایوسی سے باہر چل دیا۔ لڑکی نے دانت کچکچا کر شینڈ کو بہت برا بھلا کہا۔ جب سب باہر چلے گئے تو شینڈ بھی باہر آ گیا مگر باہر تو کہانی بدل چکی تھی۔ باہر ماسٹر نے سامی کو قابو میں کر لیا تھا۔ اُس کی گردن ماسٹر کے مضبوط بازو میں دبی ہوئی تھی۔ اس کے قریب نیولے کی شکل والا ہاتھ میں لمبی نال کی رائفل لیے شینڈ کے استقبال کو تیّار کھڑا تھا۔ ڈرائیور کے ہاتھ میں بھی پستول نظر آ رہا تھا۔ شینڈ نے مایوسی سے یہ منظر دیکھا اور اپنا پستول برف پر پھینک دیا۔

”اس بار میرا نشانہ نہیں چوکے گا۔“ نیولے کی شکل والے نے کہا۔

”ٹھہرو۔ ذرامکاریو کو آجانے دو۔“ ماسٹر نے کہا۔

اسی دوران مکاریو گھبرایا ہوا آیا اور بولا۔ ”سائنور! وہ ہری جیکٹ میں وہاں پڑا ہوا ہے۔“

ماسٹر نے شینڈ سے کہا:

”تمہارے دھوکے میں جس شخص کو گولی ماری گئی وہ دراصل وان گرن لنگ تھا۔ اُس نے تمہارے خیمے سے کھانا چُرایا۔ تمہاری جیکٹ چُرائی اور پھر تمہارے سر پر وار کر کے بھاگ نکلا۔ صرف تمہاری جیکٹ کی وجہ سے اُس کی جان گئی۔ جانتے ہو وان گرن لنگ کون تھا؟ وہی اصل میں جان فِنلے تھا۔ تمہارا قصّہ ابھی ختم ہو جائے گا۔ اب میں اِس سونے کا مالک ہوں۔“

”ماسٹر! رسانتا کے لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم یہاں آتے ہیں اور وہ یہ بھی

جانتے ہیں کہ تُم بھی یہاں موجود ہو۔ ہم وہاں نہیں پہنچے تو تمہارے لیے مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔"شینڈ نے آخری کوشش کی۔

لڑکی نے چیخ کر کہا۔ "ماسٹر، تُم اِس کی بکواس پر دھیان نہ دو۔ اِسے فوراً گولی مارو۔"

ماسٹر نے کہا۔ "نہیں۔ اب میں نے اپنے منصوبے میں ذرا سی تبدیلی کر دی ہے۔ اب میں اِن لوگوں کو اِس غار میں زندہ بند کر دوں گا۔"

پھر اس نے شینڈ اور سامی کو اشارہ کیا کہ غار میں داخل ہو جاؤ۔ دونوں خاموشی سے چلے گئے۔ پھر اُس نے مکاریو کو پستول کی نال سے ٹھوکتے ہوئے کہا۔ "اور تُم بھی۔"

"سائنور! میں نے آپ کو اِس خزانے کا پتہ بتایا ہے۔ کیا اس کا یہی انعام ہے۔ مُجھے معاف کر دو۔ مُجھ پر رحم کر دو۔" مکاریو بُری طرح گڑگڑا رہا

تھا۔

ماسٹر نے اسے دھمکانے کے لیے فائر کیا۔ فائر کی آواز سے سارا علاقہ گونج اٹھا۔ ماسٹر نے پستول کا رُخ پہاڑیوں کی طرف کر کے فائر کیا تھا۔ فائر کی بازگشت پہاڑوں میں گونجتی رہی۔ اچانک ہی وہ واقعہ پیش آ گیا جس کا سان گمان بھی نہ تھا۔

اوپر برف کا ایک بہت بڑا تودہ اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا اور اب آہستہ آہستہ لڑھکتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔ اس کی گڑگڑاہٹ سے ایسا لگ رہا تھا جیسے ہزاروں توپیں ایک ساتھ گرج رہی ہوں۔ صرف پانچ سیکنڈ میں وہ اُن کے پاس آ پہنچا۔

شینڈ سرنگ میں چل رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب اور جب گولی میری کمر میں گھُسنے والی ہے۔ اُس کے پیچھے سامی بھی سر پر ہاتھ رکھے جا رہا تھا۔

اچانک ایسا لگا کہ ایک درجن ایکسپریس ٹرینیں سر پر چل پڑی ہوں۔ ہوا کا ایک بہت تیز جھکّڑ آیا اور کوئی چیز توپ کے گولے کی طرح اُس کی کمر سے ٹکرائی۔ یہ مکاریو تھا۔ وہ جلدی سے چیخ کر بولا:

”جلدی سے اندر چلو۔ کسی وقت بھی سرنگ ڈھے سکتی ہے۔“

اُنہیں ہر طرف چٹانوں کے لڑھکنے اور پتھّروں کی بارش کی آواز آتی رہی۔ وہ اندھیرے میں حیران پریشان کھڑے تھے۔ اچانک ہی طوفان تھم گیا۔ ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ مکاریو نے کہا:

”اب ہمیں باہر نکلنے کے لیے کھدائی کرنی ہو گی۔ برف نے ہر طرف سے ہمارا راستہ بند کر دیا ہے۔ ہم باری باری کھُدائی کریں گے۔“

شینڈ نے سامی کو آگے بھیج کر مکاریو سے کہا۔ ”تُم تو اصل مکاریو نہیں ہو۔ مجُھے اچھّی طرح معلوم ہے۔“

نقلی مکاریو نے مُسکراتے ہوئے کہا۔ ”میں زوریو کورنزی ہوں۔“

سامی پسینے میں شرابور اُن کے پاس آیا اور بولا۔ ”بہت ٹھنڈ ہے۔ برف کھودتے کھودتے انگلیاں جمنے لگی ہیں۔ خالی ہاتھوں سے کام کس طرح ہو گا؟“

شینڈ نے آگے جا کر اپنے دونوں ہاتھوں سے برف کھودنی شروع کر دی۔ زوریو نے کہا۔ ”اب سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ سونا کس طرح باہر نکالا جائے گا۔“

شینڈ ہانپتے کانپتے کام کر رہا تھا کہ اچانک اس کے سر کے اوپر سے برف کا ایک ڈھیر نیچے گِر پڑا اور اِس کے ساتھ ہی سورج کی روشنی غار میں آ گئی۔

”باہر ایلا فِنلے موجود ہے۔“ سامی نے ایلا کا ہیٹ دیکھ کر اُسے پہچانتے ہوئے کہا۔ ”نہیں، یہ ایلا نہیں ہے۔“ وہ اپنے عارضی قید خانے سے باہر

ٹھنڈی ہوا میں آ گئے۔ شینڈ نے لڑکی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا:

"مارگو۔ تُم اصل مارگو کورنزی ہو۔"

لڑکی نے مُسکراتے ہوئے کہا:

"میں تو ڈر گئی تھی۔ میں نے کبھی بھی اِس طرح اتنا بڑا ابرف کا تودہ گرتے نہیں دیکھا۔ میں سمجھ رہی تھی کہیں آپ لوگ۔۔۔"

زوریو کورنزی نے کہا:

"شینڈ! اِس نے اِس کام میں بڑی محنت کی ہے۔ یہ اِسی کا دم ہے جو یہ ماسٹر اور وان گرن لنگ کو یہاں تک لے آئی اور اس طرح اُن سے جان چھوٹ گئی۔"

"مگر وہ اصلی ایلاِفنلے کہاں ہے؟" شینڈ نے پوچھا۔

"وہ نیچے رسانتا میں ہے اور زندہ ہے۔" زوریو نے کہا۔

مارگو نے ہنستے ہوئے اپنی اونی ٹوپی سر سے اُتار دی۔ اُس کے نرم چمکیلے اور سنہری بال، اُس کے کندھوں پر بکھر گئے۔

ختم شد